

امّھاتُ الأمّ

حصّٰ اَوَّلُ

ازدواج ^{الملقب بہ} پیغمبرؐ

از شہر العلماء مولوی حافظ محمد نذیر احمد صاحب جوم

ایل۔ ایل۔ ڈی۔ ڈی اویل

مرتبہ

محمد عبد الرشید انجیری۔ ایڈیٹر عصمت تمدن

سہ اولہ

نیدین پریس دہلی مشال ہونی

عصمت

(دہلی)

جہاں یہ مسئلہ ہو چکا ہے کہ تعلیم نسواں ترقی کا پہلا راز ہے وہاں اکثر بزرگان قوم نے یہ بیانیہ لیا ہے کہ
 عورتیں کے مطالعہ کی واسطے عصمت ایک نعمت ہے جس میں دینی اور دنیوی دونوں قسم کی فلاح و بہبودی
 لحاظ کو بری دیکھیں گی اس واسطے عصمت بہتر سہیلی عصمت بہتر شفیق رفیق عصمت بہتر جامع صلح کار دنیا
 نا ملن ہے عصمت انکو بتائیگا کہ کوہِ پست کی زندگی اُن کو کس طرح گزارنی ہے۔ ماں۔ باپ کا اوہ بھی
 بہانہ نہ کی خدمت۔ بڑوں کی تعظیم۔ چھوٹوں سے محبت۔ انکارِ غرض منہی ہے جس نئی دنیا میں اُن شامل
 ہونا ہے اُس کیے انہیں کیا تیاری کرنی ہے جو جو وقتیں اُن کو پیش آئیں گی اُن کو کس طرح رفع کرنا
 ہے۔ ساس ہندوؤں کے ساتھ اُن کے تعلقات کیسے بننے چاہیں۔ غرض ان کی آئندہ زندگی کو تمام
 خطرات سے بچا کر پرلٹن باطنیان بسر کرنے کے واسطے عصمت بہتر ذریعہ اور کوئی نہیں عصمت کا
 ایک ایک حرف گوہرِ آبدار ہے ہمیں (۶۲) صفحہ کا رسالہ کوڑیوں کے مول موتی ہیں سالانہ قیمت ۱۲ روپے

منہج عصمت۔ تمدن۔ دہلی

رحمتِ ربانی

ملک کے مشہور اہل قلم مولوی سید احمد صاحب مولف فرشتہ آصفیہ کی مقبول
 کتاب کا دوسرا ایڈیشن جو ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہا ہے اور جسکی چند جلدیں
 باقی ہیں۔ بگیا آتی قلمی ملی کی زبان اور واقعات اس قدر دلچسپ کہ بلا ختم کیے کتاب ہاتھ سے نہ چھوٹے
 بلکہ کاجاب اور انجام والدین کے کوششے عیاروں کی ملکادی اختصار امت زمانی اور دلچسپ کی وہ آخر
 کتاب ہی جو مردانہ اور زنانہ دونوں کتب خانوں کو زیب دیگی اور جس کا ہر گراؤ کتب خانہ میں ہونا

نہایت ضروری ہے قیمت ایک روپیہ (عصر)

نفاٹ۔ محصول ڈاک ہر حالت میں ذمہ خریدار ہے۔

منہج عصمت تمدن دہلی سے طلب کیجئے

المہات

امہات الامم جو مہم مغفور استاد مرحوم شمس العلماء مولوی حافظ
نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی کی آخری تصنیف اور اردو لٹریچر کا ایک
بیش بہا ذخیرہ تھا جیسا چند خوش اعتقاد طلباء کی عنایت سے پردہ دنیا
سے ناپید ہوئی اور کتاب کا اصلی مقصد جو یورپ کے سامنے حضور اکرم
صلعم کی ذات پاک کو نقد و از دو اج کے متعلق اغراض نفسانی سے
پاک ثابت کرنا تھا پورا نہ ہوا تو میں نے ایک نسخہ بہ شکل تمام فراہم کیا
اور مولانا مہم مغفور سے نظر ثانی کی التجا کی معبود خدیشی اس پاک رفیع
کو جو ارادت میں ملکہ دے جس نے میری التجا قبول کی اور میں اس
قابل ہوا کہ امہات الامم کا حصہ اول مشائخ کرسکون کتاب کے انگریزی
ترجمہ میں ڈاکٹر مشرف الحق صاحب ایم۔ اے۔ پی ایچ ڈی اور آپ
کی اہلیہ محترمہ جو انگریزی ضاتون ہیں مصروف ہیں زندگی ہے تو
وہ کوشش بھی بار آور ہوگی۔

ظاہر ہے کہ امہات الامم پردہ دنیا سے ناپید ہو چکی اور مولانا
مغفور بھی رحلت فرما گئے مگر بحالہ دنیا اب دیکھ لے کہ رسالت ماب
کی پاک زندگی کے حالات ایسی حالت میں کہ روئے سخن ان لوگوں سے
ہو جو منطق و فلسفہ سے باہر قدم تک نہیں رکھتے اس قابلیت سے لکھ دینے
والے اب قوم میں کتنے بزرگ ہیں اور عالمہ بلگرامی مرحوم کی یہ ارزو
کہ کاش امہات الامم کا ترجمہ میں کرتا کہاں تک ہی بجانب تھی۔

(ب)

بہر حال وہ دفتر کا دُخوردہوا اب اہمات الامہ کا دوسرا حصہ
زیر طبع اور انگریزی ترجمہ ہاتھوں میں ہے اور جس خدا نے کام یہاں تک
پونجا دیا ہے اس سے اُمید ہے کہ وہ منزل مقصود تک پونجا دیگا۔
جن حضرات نے اہمات الامہ کی تکمیل میں میرا ہاتھ بٹایا ہے وہ
اپنے صلہ کی توقع اُسی سچے رسول سے رکھیں جس کی شفاعت ہمارا
ایمان ہے اور اہمات الامہ کی اشاعت جس رسول برحق کی سچی
خدمت ہے۔

اس موقع پر میں اپنے برادر محترم مولوی بشیر الدین احمد صاحب کا
شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جن کی وجہ سے اہمات الامہ
ناپید ہو کر پیدا ہوئی +

راشد الخیری

انکس واج پیغمبر

مصنف

شمس الملوک ناصر حافظ محمد نذیر احمد صنا۔ ایل۔ ایل۔ ڈی

ڈی۔ او۔ ایل۔ مرحوم و مغفور

اہم تو ہم ہر سخن و قے و ہر نکتہ و نکات نے دار و کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ ہر ایک وقت کا ایک تقاضا ہوتا ہے خاص۔ یعنی ہر ایک وقت کے لوگ سب نہیں تو اکثر ایک خاص خیال کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں مولیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادو کا چرچا تھا۔ سینے کے طب کا ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد میں بان عربی کی فصاحت و بلاغت کا ہم نے اپنے ابتدائے شباب میں بہت سے سچے چہرے دیکھے۔ تاہم رنگ کے گانے بجانے کے شعور خدائی کے پتنگ بازی بھیر بازی شطرنج بازی بھیتیری بازیوں کے اکھاڑوں سے ملے تراشوں کے۔ یا اب انگریزی عملداری۔ انگریزی تسلیم کی بدولت دیکھ رہے ہیں۔ آزادی کے۔ رفارم و اصلاح کے۔ اجناد اور رسالوں کے۔ انجنیوں کے کانگریسوں۔ اور کانفرنسوں کی کمیٹیوں اور سوسائٹیوں کے اشتہاروں اور

تعلیم کا ہوں گے۔ مذہبی مناظرات کے اور بالآخر سودیشی کے باطنی کارکن کے
سوراج کے۔ یہ جتنے چہرے ہیں۔ سب انڈے بچے ہیں آنا دی کے ان سب
چہروں میں ہم کو صرف اُس آنا دی پر کچھ کھنا ہے۔ جو مذہبی مناظرات میں
برقی جاتی ہے۔ انسان کی بناوٹ پر نظر کرتے ہیں تو وہ ایک تو جسم رکتا و قریب
قریب اسی طرح کا جسم اور جانوروں کے پاس بھی ہے جسم کے علاوہ ایک خاص طرح
کی قوت ہے وہ مغز ہے اور جسم پرست وہ مخدوم ہے اور جسم خادم۔ دکھ فرما
جے اور جسم کا رکن وہ سوار ہے اور جسم سواری۔ وہ مثلاً بڑھئی کی جگہ ہے اور جسم
کٹھنڈی۔ بسوے۔ آتے کی جگہ پہلے آدی کے دل سے ارا دہ پیدا ہوتا ہے
اور پھر وہ ارادہ اعضا و جوارح کے ذریعے سے عمل میں لایا جاتا ہے یعنی

۱۸۰۰ء سوڈانی اور سوراج ہندی انظر میں باج سنگرت سے ماخذ سوڈانی کے معنی میں
کہ اپنے دین یعنی ملک بنانا اور مسلمان زندگی استعمال کیا جائے سوراج کے معنی میں اپنی حکومت
کو ہم میں کر کے جملہ کے انگریزی حکمرانوں میں بیجا میں بلکہ خود فیصلہ کر یا کر میں ہندوستان
میں ہمارا جہاد جاری حکومت باقی کاٹ انگریزی زبان کا لفظ ہے اور اس کے معنی میں کہ غیر
ملکوں کے بنائے ہوئے ملز و سامان زندگی کے استعمال کو روکا جائے چند رو سے
یہ سوروش انگریزی کی مخالفت میں ہو گیا ہے شروع ہوئی کہ انگریزوں نے خصوصاً ایک کو تقسیم کے
مشرقی ملک کے علاقہ جہاد کا سفر اویلا بنکاں کے یہ شروع ہوا دیکھیں نے تقسیم بنکاں میں
پینا پنی نقصان دیکھ کر ہندوستان سے لیکر ولایت تک اس کی مخالفت کی مگر کہیں شہنشاہی نہیں
محظوظ استقامت کی کے انتقام کے طور پر ہندو بنکاں نے سوڈانی اور باج کا لٹ اور سوراج کے
شہر میں پانچ لاکھ اور اس شروع میں ہندوستان کے اور جو بھی ہی کم و بیش شامل ہوتے گئے
افلاہی تہذیبی و معاشی برسرِ ترقی ہو مگر نے یہ حکومت اور حکومت سے بڑھ کر بڑا ہندو شروع
کے ہاتھ میں سامی میں شروع ہو کر اصل خرم ہوگی تو بغاوت کا رنگ آخر کار ضرور ہو گا میں

ارادہ عمل کی صورت میں ظہور نہیں ہوتا ہے ایسا انسان کی عقلیت سے نہیں
 گزارا دہ اور عمل کہانی تک اسکا جو سکتے ہیں تو عمل کو تو کسی طرح اسکا اظہار نہیں سکتے
 وہ شریعتی سے محکوم ارادہ ہے اور چونکہ اعضا و جوارح کے ذریعہ سے
 وقوع پذیر ہوتا ہے اور اعضا و جوارح بچائے خود جسم میں بہت سے اسباب
 خارجی اس کے وقوع کو رکھ دے سکتے ہیں آدمی پر بندھ کی طرح ہوا میں اڑنا چاہے
 تو اڑ نہیں سکتا چوری کرنا چاہے تو لوگ ہسکو چوری نہیں کرنے دیں گے پس
 عمل کو صرف ایک محدود حلقے میں آزاد کر سکتے ہیں رہا ارادہ وہ طاقت بطور ظاہر
 آنکو معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اختیار رکھتا ہے جو چاہے خیال کرے جو چاہے
 سوچے مگر نہیں عمل کا پیرایہ اختیار کرنے کے علاوہ وہ محکوم ہے عینت کا تعلیم
 و تربیت کا۔ آب و ہوا کا۔ تقاضائے عمر کا۔ مذہب کا رسم و رواج کا۔ کٹھن
 کی تقلید یا غرض مطلق آزادی ارادے اور خیال کو بھی نصیب نہیں بلکہ ان قیود
 اور شرائط کا لحاظ تو کرتے نہیں سہو یا نہ مطلق آزادی کے پیچھے بڑے
 میں اور اسی سے دنیا میں بد امنی پہنچتی ہے ہاں وقت ارادے اور خیال تک
 تو دست رس نہیں کہتا ہاں نقص امن کا اندیشہ ہر تو خیال کو عملی صورت اختیار کرنے
 سے روک سکتا ہے اور ستانوں اور کچھ پانوں اور حالات میں ایسی مرض کی دو میں کسی
 برس ہرے گوز گاؤہ کے ایک پادری صاحب بن ہی مناظرے کے پیرایہ
 میں مداعت اللہ سے بڑھی ہوئی آزادی عمل میں لاسکے کہ اپنے ایک سلسلے میں
 پیچھے صاحب آخر الزمان مسلم کی نسبت ان کی بیسیوں کے بارے میں بڑی بات
 و راز کی جس سے جمہور مسلمین کی بڑی دل آزاری ہوئی مسلمان جبکہ جگہ ہتھ
 فوجاری کی ملیا دیاں کر سنے لگے اور جگہوں کا حال تو نہیں دیتی سے کچھ لوگ غریب
 لیکر شمس گئے بارے پادری صاحب کی کتاب کی اشاعت علنا بند کر دی گئی

اسی اثنار میں سرسید احمد خاں مرحوم مغفور بھی پادری صاحب کی کتاب کا جواب لکھ رہے تھے مگر وہ پورا نہیں ہونے پایا تھا کہ سید صاحب انتقال فرما گئے ہم نے تو نہ پادری صاحب کی کتاب دیکھی اور نہ سید صاحب کا جواب جواب مگر اتنی بات پہلے سے معلوم ہے کہ پادری صاحب نے سخت زبانی کے سوائے اعتراض میں کوئی نئی بات اپنی طبیعت سے تو ایجاد کی نہ ہوگی اعتراض تو نہیں مگر جواب تو خود قرآن میں موجود ہے وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَزُرِّيَّةً جواب کا ہونا دلالت کرتا ہے کہ نزول قرآن کے وقت ہی پیغمبر صاحب کی زندگی میں بعض لوگ نون و غرزد کے تعلقات کو خلاف شان پیغمبر سمجھتے ہیں اور ان ہی تعلقات کی وجہ سے جناب سالت تک کی استقامت کے منکر تھے۔ غرض یہ نانا اعتراض ہے اور علماء اسلام نے اس کے ذرا ان شکن جواب ہی دیے ہیں مگر مسلمان ہو کر اپنے پیغمبر کے تقدس کی اپنے مقتدر و بہر اور اپنے طور پر واجبی حمایت کیے بدول ہم سے نہیں رہا جاتا اور یہ بات بھی ہے کہ اعتراض کی کسی مسلمان کے کان میں پڑے اور اس کو جواب نہ دے تا ہوا اور جناب صاحب رحمہ اللہ علیہ وسلم کے تقدس کی نسبت خیال فاسد ہو کر موراد و دل میں بیٹھ جائے تو ایمان کے جاسے لپٹنے کا خوف کچھ غور یا اس میں شمول و نقصان پیغمبر صاحب کے کثیر اللذہ و لاج ہو سکتے ہیں۔ لکھو انکار نہیں اس کو سب مانتے ہیں کہ پیغمبر صاحب کے انتقال کے وقت بی بی عائشہؓ سو رہی تھیں۔ ام شکبہؓ، خنیثہؓ، بنت جحشؓ، ام حبیبہؓ جو ریشہ حقیقہ میں تھیں وہ یہ بیان ان کے نزاع میں تھیں تو والدہ تامل کی قوت کو لوگوں نے کچھ آج سے نہیں

سنا اور اسے پیغمبر اتم سے ہی ہم نے (پیغمبر سے پیغمبر خیر اللہ ہم نے

ان کو بیہیاں ہی دیں اور اولاد بھی دی ۱۱۰

قدیم الایام سے بری طرح استعمال کر کے اس قدر شرمناک چیز بنادیا کہ
 کہ جانز طور پر بھی بڑی پردہ داری کے ساتھ اس سے کام لیا جاتا ہے حالانکہ
 بقائے نوع انسانی اسی قوت پر موقوف ہے جتنے آدمی ہو گزرے ہیں
 اسی قوت سے پیدا ہوئے اور جو آئندہ ہوں گے وہ بھی اسی قوت سے پیدا
 ہوں گے پردہ تو اس قدر کیا جاتا ہے اور کوئی فرد بشر اس سے غالی ہی
 نہیں۔ زنا شوائی کے جتنے تعلقات ہیں سب اسی غرض سے کیے جاتے ہیں
 اور پردے کی پوچھو تو وحشی سے وحشی قومیں بھی آگاہیچاچھپائے رکھتی ہیں
 کپڑا میسر نہیں تو پتے ہی پتے پردہ تو اس وقت سے ہی کہ مذہبی روایت کی
 رو سے جب خدا نے آدم اور حوا کو بہشت سے نکالا تو ان کی اس وقت کی حالت
 کا بیان قرآن میں ہے **بلات لبھما سوا تھما و طفر بہما یخضر علیہما من لدن**
الجنة با این کہ تو اللہ تعالیٰ کی قوت فی حد ذاتہ ہرگز بری نہیں اور جو اس کو برا
 سمجھے وہ حکمت بالغہ الہی پر اعتراض کرتا ہے خدا تو ہر چیز پر قادر ہے ان
 مسئل عند اللہ کلہ و در خلقہ من ثواب خد قال لہ کن فیکون خدا چاہتا
 تو مرد و عورت کو ایسی قابلیت دیتا کہ مرد کھانا اور موندہ سے پیٹھ اگل دینے
 عورت چھینکی اور ناک سے میٹیاں جھڑک دے مگر اس نے جو تو اللہ تعالیٰ کا واحد
 جانی کیا ہے تو اس کی مصحفہ کو ذری خوب جانتا ہے کہ کیا تعلیم میں خلقت دھو
 اللطیف الخبیر پس نہایت حقیقہ میں خدا نے تعالیٰ کے ارادے کا نافذ کرنا

سے جن ہی آدمی و عورت نے رخت مسوں کے پھل کھیا تو وہ جن کی پردہ کرنے کی چیز بن گئی
 دکھائی دینے لگیں اور گنہ بہشت کے پتوں کو اپنے اوپر چھپانے - ان کے ہاں یہی آدم
 ویسے جیسے کہ خدا نے مٹی سے آدم و حوا کے چلنے کو نہا کہ کوئی آدمی بن اور وہ آدم بن گیا
 یہاں ہر مسکای کہ خدا ہر پیدا کرے وہی مخلوق کا حال سے تا وقت ہر مانا کہ وہ بڑا بارکدین بن جائے

اور اس کی مرضی کی تعمیل ہے۔ اس کی سب سے بڑی صاحب اختیار یا لا اذنیہ التی
 فی کل مسئلہ اور الذی احکم من متقی یحکم و یعقب عن متقی طلیس منہ اور جو لوگ
 اس سے اعراض کرتے یا اس کو خذل قبیح سمجھتے وہ ابطال حکمت الہی کے سہ پہ
 ہیں اور چاہتے ہیں تو الہیہ حاصل ہو قوت پر کرتیہ آخر کو اٹھا جائے۔ باقی کو ٹھیکر
 اناج کے ڈھیر کا فیصلہ کرویا جاتا ہے کلا چھپا ہے یا ٹیڈ ہب ہیچ اظہار کا
 انبار ہے اور رہبانیت باگی۔ اسلام اور عیسائیت میں جھگڑا کرنے کا چھانڈیہ
 ہے اچھا پھر ایسی ضروری اور عالم گیر قوت کہ جس وجہ سے شرمناک قرار پاتی اور
 اس میں کیا بڑائی دیکھی کہ لوگ چاروں تاجدار اس سے کام ہی لیتے ہیں ادنیٰ کی
 کی طرح چھپا ہوا ہے۔ اور اس قوت کی تشبیہ کریں جس سے فہم نہ ما
 میں یہ دولت جو پہلی بات یہ ہے کہ فلاح عالم نے یہ قوت تروادہ مردود
 دو فلاح یا بدیقتہ کئی بہت مردود ہیں فلاح عالم اور حقوق میں بصورتہ منفصلہ
 یعنی مردود دونوں کس قوت سے متمتع ہونے کے حق دار ہیں ان کی ادنیٰ متعلق
 قوت میں پاس حق فریضائی کی ایک ضروری قید بڑی اور ان کے ثمنات حریفوں
 علیٰ آما منہم کی رو سے فتنہ فساد کی جز قائم ہوئی شاکہ ایسی وجہ ہے
 کہ خدا تک کو گوارا نہیں بننے و زے جھگڑا لوگوں میں ہوتے ہیں فلاح
 کر کے دیکھو شاکہ پر جاکر منتہی ہوں گے زید خالد کے گھر میں چوری کرتا ہے
 اس کے یہی معنی ہیں کہ زید زبردستی خالد کے مال میں شریک بننا
 چاہتا ہے خالد کو جواز نہیں رکھتا زید نے خالد سے معاوی قرض

۱۔ اسلام میں رہبانیت یعنی ترک دنیا نہیں ہے۔

۲۔ پیغمبر صاحب اختیار یا لا اذنیہ التی فی کل مسئلہ اور الذی احکم من متقی یحکم و یعقب عن متقی طلیس منہ کی جگہ پر
 ۳۔ آدمی جس چیز سے دوکھاتا ہے اس کے کہنے پر زیادہ حریص ہوتا ہے ۱۱

لیا اور وقت پر ادا نہ کیا خالد نے عدالت میں جادو دعویٰ دائر کیا اس صورت میں یہ
 خالد کے مال سے اس کے قلع میں ناجائز طور پر شہرکت کرنی چاہتا تھا جو دہر
 خاصہ قرار پائی اسی طرح مرد اور عورت کے معاملے میں ہونے اس وقت میں
 جو تو والد تناسل کی قوت سے حاصل ہوتا ہے مرد اور عورت دونوں کے شریک یکدیگر
 ٹھہرا دیا ہے مرد عورت کو اس کے قلع سے محروم کرنا چاہے یا عورت مرد
 کو متنع نہ ہونے دے تو اس کا ضروری نتیجہ ہے بگاڑ لیکن اس کے ساتھ
 یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ دنیا میں کروڑوں مرد ہیں اور کروڑوں ہی عورتیں
 ہیں تو پہلی ضروری شرط اس قوت میں سا جہا کرنے کی رضائے فریقین لینے
 ایک باہر قبول لینے نکاح متعارف ہے۔ اب یہ ہماری زمین ہے کہ اسی میں
 کروڑوں رنگہ جوتے بونے کے قابل ہے اور کروڑوں ہی کا شغل ہے
 لوگوں نے زمین کو آپس میں بانٹ رکھا ہے زمینداروں کے گھروں
 گاونوں کی حد بند کر رکھی ہے اور ان کے ذیل میں کاشتکاروں نے
 کھیت کھیت کی۔ اس باہمی تقسیم کی بدولت ملک آباد ہے نہ ونگاہ ہے نہ
 نہ مساوی ہے یہی مثال خدا نے قرآن میں عورتوں کو بھی دی ہے سنا کہ
 حوث لکھ قاقو حوث لکھ حاجی مشہور یا مہر کی عورتیں مردوں میں
 تقسیم ہیں کھیتوں کی جتنی بھی ہو رہی ہے پندرہویں بیسویں برس
 مردم شماری کی جاتی ہے پیداوار آبادی سوائی ڈیڑھ سیڑھی جاتی ہے
 تمام جہان کے لوگ اس قاعدے کے قیاد بند ہیں کہ جو عورت جس مرد کے
 نہیں میں ہے کوئی دوسرا اس میں سا جہا نہیں کر سکتا یعنی عورت ایک وقت
 میں ایک مرد سے زیادہ کی جو ہو نہیں سکتی مگر مسلمانوں میں ایک مرد وقت
 ملے تہا ہر بیبیاں دگیا تہا ہر کھیتیاں اتو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ۔

واحد میں چار تک کر سکتا ہے بظاہر اس قاعدے میں مردوں کے
 ساتھ بے جا رعایت ہے اور مقرض کہہ سکتا ہے کہ جب مرد اور عورت
 دونوں توالد ناسل کی قوت سے متمتع ہوتے ہیں بیٹے قوت میں دونوں حصہ دار
 ہیں تو کیوں مرد کو وقت واحد میں چار بیبیوں کے جمع کرنے کا اختیار دیا جائے
 اور عورت نزلہ بعض ضعیف ایک ہی ہو کر رہے۔ جن لوگوں کی نظر غائر نہیں ہے
 اس اعتراض کو منکر بغلیں جھانکنے لگتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ متمتع ہونے
 کے اعتبار سے مرد اور عورت دونوں توالد ناسل کی قوت میں فی الواقع
 ایک دوسرے کے شریک تو ہیں مگر بایہ شریک نہیں مرد کا حصہ غالب
 ہے اور زیادہ حصہ دار ہے اور اسی لیے اس کے ساتھ بجا رعایت کی گئی
 ہے اور وہ اسکا حق ہے اور معاوضہ ہے اس کے حصہ زائد کا جس
 طرح کاشتکاروں کو تقاوی دیکر کاشتکاری کی ترغیب دی جاتی ہے
 تاکہ کوئی قابل زراعت زمین افتادہ نہ رہے اور جس قدر میداؤں کا
 زمین سے حاصل کرنا ممکن ہے حاصل کی جائے اسی طرح اس حکیم علی الاطلاق
 نے تمتع کو موجب ترغیب نکاح قرار دیا کاشتکاری سے مقصود اصلی
 پیداوار اراضی کا حاصل کرنا ہے نکاح سے اولاد کا۔ لوگوں نے کوتاہ نظری
 سے تمتع ہی کو نکاح کی غرض و غایت سمجھ لیا ہے تو یہ خود انکی غلط فہمی ہے
 جس طرح غذا سے مقصود تغذیہ جسم ہے اور ذائقہ بیش بریں نیست کہ
 ترغیب ہے۔ تمتع میں جو ہم نے مرد کو شریک غالب کہا اسکی وجہ یہ ہے
 کہ عورت کے نتیجے حمل اور ارضاع و فیروہ کے حواض ہی لگتے ہیں اور وہ ان
 وقتوں میں فطرۃ تمتع سے محروم رہتی ہے اور اسکو خود تمتع کی خواہش نہیں
 ہوتی +

برخلاف مرد کے کہ تولید تخم کی صلاحیت تک اس میں تہمت کی صلاحیت ملتی رہتی ہے ساٹھا پانچا اور ان ہی عوارض کی وجہ سے جو ان کو لازم ہیں عورتیں بہت جلد بوڑھی ہو جاتی ہیں وہی سناؤ کم حرث لکڑ کی مثال پیش نظر رکھو تو مرد کی تکثیر ازدواج کی مصلحت کو آسانی سے سمجھ لو گے کہ کاشتکار متعدد کہیتوں میں تخم ریزی کر کے پیداوار کو بڑھا سکتا ہے لیکن کہیت میں اوپر سے تخم ریزی کی جائے تو عجب نہیں سب تخم ضائع جائیں کیونکہ کہیت ایک ہی تخم کی پودرشن کر سکتا ہے جہاں جہاں ولادت سکھڑ جھڑ ترتیب دیے جاتے ہیں ان سے یہ بات پائی گئی ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کی پیدائش میں قریب قریب سینتالیس اڑتالیس اہر ترین باون کی نسبت ہے۔

امریکہ اور فرانس میں ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ اس قباحت کا اسناد صرف تکثیر ازدواج کے اسلامی قاعدے کے رواج دیکھنے سے ممکن ہے کہ بقاء کے نسل کے لیے مانگنے کا ہونا ضرور ہے اور مردوں کے لیے تکثیر ازدواج بھی افزائش آبادی کی ایک تدبیر ہے لیکن تکثیر نامحدود ہی مناسب نہیں ہے بلکہ بھی طرح طرح کے منادات کا خوف ہے کم از کم کثر خیال کا جس کا لازمی نتیجہ ہے افلاس اور سکنوں کی ہر وقت کی دانتا کلکل کا۔ عورتیں کہا کرتی ہیں سو کن زہر کی چھتری ایک بھی بڑی بہت سو کنیں ہونگی تو گھر کو ہم دریں عالم است دوزخ او بنادیں گی لیکن عام طور پر تکثیر ازدواج کی حد کا قرار دینا کچھ آسان کام نہیں مقربن گیساہی وسیع المعلومات پیش میں اور دور اندیش کیوں نہ ہو ازدواج کے معاملے میں اتنی شخصی اور عائلی باتوں کو دخل ہے کہ سب پر غلط محال ہے یہ کام خدا ہی کے کرنے کا تھا اور اسی نے کیا کہ تکثیر ازدواج کو چار تک محدود کر دیا اور اس کی مصلحتوں کو بھی دی خوب جانتا ہے

ہم سے چار کی وجہ تخصیص پر چھو تو ہم اتنی ہی کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے
 دیکھنے میں تو چار کے عدد میں نسل کے بڑھانے کے ساتھ عورتوں کے حق
 کی رعایت ہی کمائی جاتی ہے اور زنا شوقی کے تعلق میں یہی دو باتیں خیال
 کرنے کی تھیں مطلب ہے ذرا پیچیدہ لہذا ناظرین کے نبھانے کے لیے
 ہم اس کو پھر صراحت کے بیان کرتے ہیں کہ دنیا کے حالات پر نظر کرنے
 سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین جہاں صبح پر مولیدِ ثلثہ جمادات، نباتات
 حیوانات سے آباد ہے خدا کو منظور ہے کہ وقت موعود قیامت تک اس طرح
 آباد رہے قیامت کب آئے گی اور کچھ بکھر آئے گی یہ مقام اس بحث کے
 چھیڑے کا نہیں ہے مگر کبھی کبھی تو آئے گی یہ خدا کا وعدہ ہے اور اس کا
 وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ اَیْمٰنُہٗ ذٰلِکَ قِیٰمَتِکَ ا وَ دَقْتُ
 خدا نے کسی کو نہیں بتایا۔ اور کوئی اس کو جان نہیں سکتا اچھا پھر خدا زمین
 کا اسی طرح مولیدِ ثلثہ سے آباد رہنا بھی چاہتا ہے اور ماضیہ ثلثہ میں کائنات
 کی حالت میں تغیرات ہوتے رہتے ہیں۔ اور نباتات اور حیوانات میں
 بڑا تغیر ہوتا ہے۔ جس کو قیامت سے تعبیر کیا جاتا ہے تو خدا نے زمین
 کے آباد رہنے کا یہ عظیم کیا کہ جو چیزیں فنا ہونے والی ہیں ان کو اپنا
 جانشین پیدا کر سکی اس نعمت و عطا فرمائی وہ خستہ میں کہ بچ پیدا کرتے
 ہیں اور بچ آخر کو دیساری ہر خستہ میں جاتا ہے حیوانات مرد و ملوہ ملی کر جانشین
 پیدا کرتے ہیں ذکور و اناثہ دونوں قسم کے ایک دو نہیں کی گئی اور یہی وجہ
 ہے کہ دنیا کی مردم شماری برابر بڑھتی چلی جا رہی ہے فوٹے اپنے علم
 میں بھی آدم کا ایک مجموعہ قرار دے گا کہ جب کثرتِ تولید سے
 مجموعہ مقدار مقرر سے بڑھتا ہے طاحون یا قحط سے گھبرا کر اس کو حد کے

اندر لے آتے ہیں غرض رناتونی کے تعلق سے دو غرضیں متعلق ہیں۔
 تکثیر نسل اور مردوزن دونوں کے تمتع کا پاس عورتوں کے تمتع کا پاس حقیقتہ
 میں مردوں کی تکثیر بے جا کی روک ہے اور اسی سبب سے ایجاب قبول کو شرط
 صحیح قرار دیا گیا ہے ایجاب قبول کے معنی میں نہ یقین کی رضامندی جو
 زن دشو ہر بننے والے میں پہلی تو نہیں مگر دوسری منکوحہ تکثیر کو روک
 سکتی ہے کہ نکاح سے رضامند نہ ہو۔ پس ہر عقد میں با بعد کی عورت مرد سے
 بڑھ کر لازم ہے کہ وہ نادانی سے اپنا حق تمتع چھوڑنے کے علاوہ اپنی
 بہن پھلی منکوحہ کے اتلاف حق کی باعث ہوئی یا این ہمہ مرد ہی الزام سے
 بری نہیں کیونکہ گو عورت کی رضامندی کو زور دینے کے لئے ایجاب عورت
 کی طرف سے ہوتا ہے مگر نکاح کی تحریک برعکس موضوع ہمیشہ مرد کی طرف
 سے ہوتی ہے اسلامی شریعت نے جو مردوں کو وقت و اعد میں چاند بیبیوں
 کے جن کرنے کی اجازت دی ہے ہم نے اس اجازت کی نسبت کہا کہ اس
 میں نسل کے بڑھانے کے ساتھ عورتوں کے حق کی رعایت ہی کا ضمیمہ ملحوظ
 ہے یہ بات ہم نے اس سے اخذ کی ہے کہ ایک حمل کی حالت میں حمل اور
 ارضاع اور دو سے گزر کر عوارض ملا کر غالباً عورت کے چار برس ایسے گزرتے
 ہیں کہ اس عرصہ میں اس کو بالطبع توالد و تناسل کی قوت سے تمتع ہونے کی
 خواہش نہیں ہوتی مگر غیبت کے بدون تمتع از روئے طب سخت مضر
 ہے۔ پس عورت کی اپنی اولاد کی توانائی اور تندرستی اسی کی مقتضا
 ہے کہ وہ ان اوقات میں مرد کو مقابلہ کا موقع نہ دے اور وہ بدون اس
 کے ہونہیں سکے کہ مرد کے پاس متحدہ عورتیں ہوں۔ لیکن عورتیں اس لم کو
 تو سمجھتی نہیں۔ ناحق تعدد ازدواج کی اجازت کو جو اسلامی شریعت نے

مردوں کو دی ہے اپنے حق میں ظلم اور بے انصافی خیال کرتی نہیں نسل
آدم کا بڑھانا ایک اعتبار سے حق اللہی۔ اس لیے کہ دنیا کے حالات
پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا بھی چاہتا ہے کہ آدم کی اولاد
پھولے پھلے جیسا کہ ہم ادھر کہہ چکے ہیں۔ لیکن شکل یہ ہے کہ تعدد ازواج
سے تکثیر نسل کا ایک مطلب حاصل ہوتا ہے اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ عورتوں کی
توانائی محدود رستی کے لحاظ سے چار تک ان کا حق تین ہی محفوظ ہے مگر
چونکہ وہ نکاح پہ پہلو سے اعتدال سے قدام رہنا عادتہ محال ہے از دنیا دل
کے ایک مطلب کے حصول سے نان و نفقہ اور مہر اور حسن معاشرت کے
چند در چند ضروری مطالب فوت ہوتے ہیں جن کا فوت ہوتا امن و عافیت
میں نفل انداز ہے لہذا شانہ نے اپنی کمال دانشمندی سے مردوں کو تکثیر
ازواج کی اجازت بھی دی تو مضائقے کے ساتھ اور یہ مضائقہ صرف
عورتوں کے پاس خاطر سے ورنہ تکثیر نسل کی ضرورت تو ہر زمانے میں اور ہر جگہ
تھی اور ہے اور رہے گی خاص کر ملک عرب تو نزول قرآن کے وقت تکثیر
نسل کا زیادہ تر محتاج تھا۔ برسات و بارش نہیں ہوتی۔ طائف اور مدینہ بوہین
چھوڑ کر کھیتی باڑی کا نام و نشان نہیں۔ عرب کی آبادی کی ابتدا ابراہیم سے
ہوئی وہ فرما تے تھے دنیا کی اسکنت من ذریعتی ہوا یہ غیور ذی فہم
بیتک المہم کہتے ہیں اور یہ کہنا محض بہتان ہوا تاہم یہ حکم مردوں کو تکثیر
ازواج کی اجازت کر اسلام نے عورتوں کے تمام حقوق پامال کر دیئے
جس کی وجہ سے مسلمانوں کی خانہ واریں بے اطمینانی اور بدگمانی کا
سکن بن گئیں مسلمان زن و شوہر میں کہیں ویسا نہ تھا کہ نہیں پایا جاتا
جیسا نامسلمانوں میں اور ہمارا یہ کہنا ہے کہ عورت تو کچھ چیز ہی نہ تھی اسلام نے

اسکو چیز بنایا اور چیز بھی مستدر قیمتہ کی چیز احم کو اس بارے میں دوسرے مذاہب سے بحث کرنی منظور نہیں۔ ہم تو صرف اتنی بات دکھانی چاہتے ہیں کہ اسلام کا نشوونما عرب سے ہوا۔ وہ لوگ اسلام سے پہلے عورتوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتے تھے۔

مختصر اُنکا سلوک اس قسم کا تھا اگر اسلام عورتوں کی حمایت کو نہ کھڑا ہوتا تو شاید بہتیرے مرد عمر بھر عورتوں کو ترساکرتے بالبطع ظالم بے رحم سنگدل بے مروتہ اور دو چار دُش میں نہیں۔ قوم کی قوم اور اسپر جہوٹی خیر۔ شرافت کی شیخی میں ناک چوٹی گرفتار دکھیا کاسالا سسرا کہلانے کو گالی سبھتے اور اس عار سے بچنے کے لیے بیٹی ذات کو بیٹنے ہی نہیں دیتے تھے قرآن کی یہ آیہ فَاِذَا الْمَوْءُوْدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ اس کی تصدیق کو میں کرتی ہے یہی حال ہمارے ملک میں ہندو اور راجپوتوں کا تھا عورتوں کی حفاظت یا تو اسلام نے کی یا سرکار انگریزی نے کی کہ سستی اور دختر کشی کی ظالمانہ رسم کا ٹری سختی سے معطل کیا غالب ہے کہ سستی اور دختر کشی کا انداد کلی ہو گیا ہے یہ اسی جھوٹی جاہلانہ غیرت کا اثر ہے کہ مسلمان بھی سارے سکھوں کو داماد کے نام سے چماتے ہیں اور ان الفاظ کے استعمال کو خلاف تہذیب سمجھتے ہیں سارے کو کہتے ہیں جتنی بھائی یا خسر پورہ سکس کو خسر ساس کو خوشدامن داماد کو خویش۔ مذہب اور حاکم وقت اگر منصف اور دایا پرور ہے جرائم کے روکنے کی کوشش تو دہوں کرتے ہیں مگر مذہب کی کوشش کا اثر حاکم وقت کی کوشش کے مقابلے میں قوی تر ہوتا ہے کیونکہ افعال کو لے اور جہت لڑکی سے جو زندہ ہو کر دی گئی تھی پوچھا جائے کہ کس قصہ کے جہم میں رہی گئی؟

درخت سمجھو تو اس کی جڑوں سے پیدا ہوتی ہے یعنی آدمی پہلے دلیں ایک کام کرنا ٹھان لیتا ہے پھر اسکو کر گزرتا ہے چونکہ عالم و تن کی حکومت دلوں پر نہیں ہے لوگوں کے ارادے اس کے بس کے نہیں پس وہ صرف افعال کو روک سکتا ہے وہ یہی اکثر بعد الوقوع کہ مجرم کی سزا کے ڈر سے دوسروں کو عبرت ہوا اور ارادہ بد سے باز رہیں مگر مذہب قیامت اور آخرتہ کی باز پُرس کا یقین دلا کر شروع سے دلوں کی اصلاح کر چلتا ہے پس جن دلوں پر مذہب نے قابو پایا ہے وہ ارادہ بد کر ہی نہیں سکتے مگر اس کے عمل میں لانے کی نوبت آئے خدا نے عورت کو مرد کے مقابلے میں کمزور ضعیف اور مغلوب پیدا کیا ہے لیکن با اینہودہ ایک دوسرے کے محتاج ہیں کہ دوسرے کی شرکت کے بدون عافیت کے ساتھ زندگی کر نہیں سکتے بقائے نسل کے لیے دونوں کی شرکت کی ضرورت تو صاف ثابت ہے کہ انیلامر دیا کیلی عورت دونوں میں سے ایک بھی اولاد پیدا نہیں کر سکتا دنیا کے کون و فساد کو دیکھ کر فلسفیوں نے دی فٹ نو لو کا کلیہ متنبط کیا جس کے یہ معنی ہیں کہ دنیا میں زبردست مخلوق کمزور مخلوق کو معدوم کرتی جا رہی ہے پس باہمی احتیاج صنف نسواں بقا کی ضامن اور محافظہ ہوتی تو عورتوں کا یہ ہوتا کہی کا موقوف ہو گیا ہوتا اس پر ہی صنف مذکور اور صنف نسواں میں شروع سے ایک طرح کی کشمکش قائم ہے لیکن قدرتی کمزوریوں کی وجہ سے عورتوں کا ہلکا ہمیشہ مردوں کے مقابلے میں ہلکا رہا ہے اور مقتضائے فطرۃ بھی یہی ہے کہ تیل اور مائی ایک بوتل میں بھرے جائیں تو تیل اوپر رہے عورت پانی کی جگہ ہے اور مرد تیل کی جگہ مرد عورت سے نیچے میل پیوی میں جو نسبت ہونی چاہیے

قرآن میں صاف لفظوں میں بتا دی ہے ایک جگہ فرمایا اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى الْمَسَاجِدِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى الْبَعْضِ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى الْبَعْضِ۔ مردوں کی خدا داد تو انائی کی طرف اشارہ ہے اور یہ مردوں کی برتری ایک جہد ہے دوسری وجہ بما انفقوا من اموالہم سے دوسری جگہ فرمایا تِلْكَ اَمْوَالُكَ الَّتِي مَلَكَتْ بِهَا مَعْرُوفٌ وَالرِّجَالُ عَلَيْهِمْ كُنُفٌ وَذُخْرٌ یعنی نفرت کے قاعدے ایسے ابدی اور ستم ہیں کہ ان کا نقص بھی نہیں سکتا اَلَّذِي تَجِدُ لِبَنِيٍّ اِلٰهًا تَبْنِيْ لِذٰلِكُمْ بَنِيَّ لَبِئْسَ اِلٰهٌ خَلَعًا مرد و عورت اگر خدا کی باندھی ہوئی فطری حدیں میں رہیں تو مرد و عورت کا تعلق اس قسم کا ہے کہ دنیا و دوزخ کے حق میں بہشت ہو جائے کہ لا یموتون فیہا فَمَنْ لَّمْ يَلِدْ يَكُنْ شِمَاكًا مِّمَّنْ جُعِرْتَ اَوْ لَا وَلَدَ لَكَ اَدَمٌ اَوْ لَا وَلَدَ لَكَ اَدَمٌ کی اولاد کیا مرد و کیا عورت ایسا تکیہ مزاج دیکر آئی ہے کہ نہ دھرا جائے اور نہ اٹھایا جائے ہزاروں برس سے دنیا ایک وضع قاص پر چلی جا رہی تھی بیٹھے بٹھکے اہل یورپ نے ایک اختصار اٹھا کر لیا کہ آدھم زاد ہونے میں مرد و عورت دونوں برابر مردوں نے عورتوں کے حقوق غصب کر کے کلمہ و بار سلطنت سارا اپنی غلی میں کر رکھا ہے عو اسے ملبل بلند بانگ در آفرینج۔ تمام غل غیاث کے کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ عورتیں تمنا و ملک خانے میں نوکر کہہ لی گئیں کچھ شفا خانوں میں بیمار داری اور دوا یہ گری کچھ دوائے

سارے مرد و عورتوں کے سر سے ہیں اس کے دو اسباب (دیکھیں) یہ کہ تو میں میں (اللہ ہے بعض یعنی مردوں) ان بعض یعنی عورتوں پر دینی منصب دینی اور مصلحت تو ان میں نری ہے (دوسرا) سبب یہ کہ مرد و عورتوں پر اپنا مال نہیں کیا ہے سارے اور عورتوں پر عورتوں پر ہے وہی کہ ستور کے مطابق عورت خالقِ مردوں ہیں مردوں کو عورت پر فریت ہے سارے (دوسرا) تم فلا کے کاھہ کو ہرگز بدلتا ہوا نہ پاؤ گے اور نہ خدا کے فتا عدے کو ہرگز عطا ہوا ہو سکے

درجہ کے سکونوں میں معلیٰ کی خدمتوں پر مامور ہیں مگر عورتیں تو مقنن اور سپلا
بننے کے فکر میں ہیں کوئی ان کو ایاز قدر خود بشناس اور ہر سیکے راہبر کا سے
سائقندہ کا سبق نہیں پڑھا تا کہ پتا مار کر گہر کے کام کاچ میں دل لگائیں جو ان
کے کر نیکا ہے اور جس کے لیے خدا نے ان کو پیدا کیا ہے صرف ایک
اسلامی شریعت ہے جو اس بات کا دعوت کر سکتی ہے کہ اس نے
زن و شوہر کے تعلق کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل مطابق فطرۃ
ہے اور اس میں دونوں کے حقوق کی واجبی رعایت ہے لیکن مولوی روم نے
ٹھیک منہ بنایا ہے

چوں عنہ رض آمد ہنر پوشیدہ شد
صد ہزاراں پر وہ سوئے دیدہ شد

حق تو یہ ہے کہ علما اسلامی فیصلے کوئی فریق ہی دل سے ماضی
نہیں نہ عورتیں نہ مرد و فیصلہ قرآن کی دو آیتیں ہیں جو ترجمے سمیت ذیل
میں بھی جاتی ہیں وان خضتم الا تقسطوا فی البیتے فانکم ما طلبکم
من النساء مثنۃ وثلث وریاء فان خضتم الا فصلوا عنوا محلة
او ما ملکتم اما انکم ذلک اذنی الا تعدلوا (النساء) و لکن
تسطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصکم فلا تمیلوا
کل المیل فتذرہا کالمعلقة (اسوۃ نسا، ۱۹)

اور اگر تم کو سببات کا اندیشہ ہو کہ یتیم بڑھکیوں کے بارے میں انصاف
قائم نہ رکھ سکے تو اپنی مرضی کے مطابق دو دو اور تین تین اور چار چار
عورتوں سے نکاح کر لو۔ لیکن اگر تم کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ یتیم بڑھکیوں
و یتیم بڑھکیوں کے بدلے میں انصاف نہ کرنے کی صورت یہ تھی کہ یتیم بڑھکیوں کی سرپرستی میں

بمابری د کے ساتھ برتاؤ نہ کرو گے تو اس صورتہ میں ایک ہی لہنی بنی کرنا یا جو لونڈی تمہارے قبضے میں ہو اسی پر قناعت کرو۔ ونا منصفانہ برتاؤ سے بچنے کے لیے یہ تدبیر زیادہ تر قرین مصلحت ہے۔ اور تم اپنی طرف سے بہتیرا چاہو لیکن یہ تو تم سے ہو نہیں سکیگا کہ (کئی کئی) بیبیوں میں پوری پوری ابراہری کر سکو تو باطل (ایک ہی طرف امت جھک پڑو کہ دوسری کو داسطرح چھوڑ بیٹھو گویا دوسریں لٹک رہی ہے۔

ہم نے دونوں آیتوں کو ملا کر یہ مطلب سمجھا ہے کہ مسلمان مرد کو وقت و
واحد میں چار بیبیوں تک کے جمع کرنے کی اجازت ہے بشرطیکہ وہ متعدد
بیبیوں میں برابر ہی قائم رکھ سکے ورنہ ایک پر قناعت کرے یا لونڈیوں پر۔
برابری میں ایک طرح کا ابہام تھا تو اس کو آیت ۱۲ سے منسوخ کر دیا کہ پوری
برابری تو قائم نہ کر سکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ باہن ایک ہی سکے ہو رہو یعنی وہ
برابری جس پر تکثیر ازواج کی اجازت موقوف ہے اس پر قدر ہے کہ آدمی ایک
بی بی کا نہ ہو رہے کہ وہ سب کی باطن خبر تک لے آیت (۱۱) سے تکثیر

ابقیہ نوٹ اہوتی اور وہ اس کے مال و جمال کی وجہ سے اس کے ساتھ بے تحیہ و فکر دنیا میں نکاح کے بعد اس کے حقوق مہر وغیرہ کی چنداں بردار نہیں کرتا اس سبب چارنی کا کوئی دینی دوش نہ بتا کر ٹھوک بیکار اس کے حقوق لیتا اللہ نے فرمایا کہ جب تم انصاف نہیں کر سکتے تو تم ان سے نکاح ہی امت کو کبھی اور عورت سے کر لو۔ عورتوں کا دنیا میں کمال نہیں۔

وٹ شرح کی رو سے صرف وہ کافر لونڈی غلام ہیں جو جادو یعنی مذہبی ٹرائی میں پکڑے گئے ہیں
پھر گرفتار ہوئے تھے مالِ مغلولہ کی طرح ادنیٰ خرید و فروخت میں ہوتی رہتی ہے اب
اس سکر سے اس سکر تک سارے ہندوستان میں لونڈی غلام نہیں اور حاکم قوت
کی طرف سے یہ اس کی بڑی سخت سنائی ہے اور یہ جو لوگ قحط میں پہنچ چکے ہیں

ازواج پر برابری کی بڑی سخت قید لگادی تھی اور اس کے ظاہر سے ایسا سمجھا جاتا تھا کہ کامل برابری مراد ہے کہ وہ مرادفِ مخالفت ہے آیت (۲۲) نے اسکو قید سے ڈھیلا کر دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ تکثیر ازواج مقدور بشر ہے آیت (۲۳) سے تکثیر ازواج کا رستہ تو کھلا مگر کہیں اس کی صراحت نہیں کہ مردوں کو تکثیر ازواج کی کھش میں پڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے مگر جنکو خدا نے ذہن رسا دیا ہے وہ نساؤ کم حث لکم سے ضرورت مستنبط کر سکتے ہیں اور ہم اس کی تصریح اوپر کر بھی چکے ہیں کہ عورت تکثیر ازواج کی محل ہی نہیں مرد ہے تو مرد تکثیر کا حقدار نہیں۔ عورت کا محل نہ ہونا اور مرد کا ہونا یہی مرد عورت میں مساوی کا موجب ہے عورتیں چاہتی ہیں کہ مرد تکثیر سے مطلقاً مستفید نہوں مرد تکثیر نامحدود کے دعوے دار ہیں اسلام کے مردوں کو تکثیر محدود کی ڈگری دی۔ اہل عرب اسلام سے پہلے تکثیر نامحدود ہی پر عمل کرتے تھے اسلام نے تکثیر کو محدود کر کے عورتوں پر احسان کیا اسپر ہی عورتیں اسلام کے فیصلے سے خوش نہیں ان کی ناخوشی کی ایک وجہ اور بھی ہے اور وہ معقول ہے کہ مرد کئی بیویوں میں سے کسی ایک کے حسن صورت یا کسی اور ادا کے مقتضی ہو کر ای کے ہو رہتے ہیں۔ یعنی آیت (۲۴) کا ممکن عدل کارنا بھی ان سے ناممکن ہو جاتا ہے اذا فات الشوطات المشروط کی رو سے مرد کو تکثیر کی اجازت سے مستفید ہونے کا کوئی حق نہیں۔ بات تو واجبی ہے مگر جنک الشیعیہ و بطیم تکثیر ازواج کا شوق مفرط اور عیش پرستی مر د کیا باز آئیو الے تھے خصوصاً عرب کے جاہل جو کسیت عدے کے پابند نہ تھے ہمارے نزدیک ازواج کو

(بقیہ نوٹ) ہیں یا دوسرے قدمست پیشہ یہ ہم سب کی طرح آزاد ہیں ان کے ساتھ بڑی غلام کا سا برتاؤ کرنا گناہ ہے خدا کا اور جرمِ حاکم کا ۱۳۔

تین چیزوں نے بڑھنے نہ دیا۔ اول درجے میں خوف کثرت خیال نے دوسرے درجے میں اسلامی شریعت کی تحدید نے۔ تیسرے درجے میں اسلامی فتوحات نے کہ اسیران جنگ میں عورتیں پکڑ آتی تھیں پہر عام دستورین الاقوام کے مطابق چاہیئے ان سے لونڈیوں کی طرح کار و بار یا بیوی بنا کر کھوگر ان سے اولاد ہوگی لونڈی نہ بچے کہلائیں گے شریفوں کی نظر میں ذیل آیت (۱۲۱) کا فیصلہ فیصلہ نہیں بلکہ حکم یعنی ڈگری ہے ہمارے وقتوں کے عدالت کا یہ قاعدہ ہے کہ حاکم عدالت کسی مقدمے کی تجویز نہ کہتا ہے تو اس میں مدعی کا علیہ کا نام دعویٰ کی صراحت مدعا علیہ کا جواب پہر مدعی کی طرف کا جواب الجواب پہر یقین کا ثبوت اور جرم اور فیصلے کے دلائل یہ سب باتیں تفصیل کے ساتھ کہنی ہوتی ہیں اس کو فیصلہ یا تجویز کہتے ہیں اور فیصلے کے نتیجے کو حکم خیر یا ڈگری کہتے ہیں اسی اعتبار سے ہم نے آیت (۱۲۱) و (۱۲۲) کو حکم اخیر کہا۔ حکام عدالت جو بے چوڑے مدلل و مفصل فیصلے لکھتے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انکی عقل اور وعدت پر اعتماد نہیں مگر خدا کی نسبت تو ایسا احتمال تو کیا و اہم یہی نہیں ہو سکتا اسی لیے اگلے مسلمان جو حکم ان کو دیا جاتا وہ بے چون و چرا اس کو کان دبا کر تسلیم کر لیتے تھے۔ جیسے ابو بکرؓ کہ پیغمبر صاحب معراج کا حال بیان کیا ابو بکرؓ نے سنتے کے ساتھ یقین کر لیا اور پیغمبر صاحب کی تصدیق کی اور اسی سے صدیق کہلائے لوگوں نے دلیل مانگی تو کہا کہ پیغمبر صاحب کا فرمانا۔ اب نہ ویسے ایمان میں نہ ویسی طبیعتیں لوگ مونہہ سے تو ایمان و اسلام کے بڑے بے چوڑے دعویٰ کرتے ہیں مگر انکو بے دلیل پوری تیغی نہیں ہوتی۔ یعنی انکو اپنی عقل پر میں کی حقیقت معاوم ہے وثوق ہے خدا رسول کے فرمانے پر نہیں بچ سکتے کہ ہم عقل ہی کی وجہ سے مکلف بالشرائع ہیں اور قرآن میں جائز افلا تفکرون

اور افلا تفلون اور افلا تزدرون سے ہم کو خطاب بھی کیا گیا ہے یہ سب کچھ مگر اس کے ساتھ دما و تیمم من العلماء الا قلیلا بھی ہے پس سلیم الطبع آدمی کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کر عقل کو دخل دے۔

نہ ہر جائے مرکب توان تا فتن کہ جاہا سپر باید انداختن
سوچنے اور غور کرنے سے قدم قدم پر دما و تیمم من العلماء الا قلیلا
کی تصدیق ہوتی ہے دور کیوں جاؤ روح سب سے زیادہ قریب چیز ہے مگر
آج تک کسی سے یہ عقدہ مل نہ ہوا کہ کیا ہے اور جسم سے کس طرح کا تعلق
رکھتی ہے لوگوں نے امتحان پیغمبر صاحب سے روح کی حقیقت دریافت
کی جواب ملا: الروح من امر دینی جس کے یہی معنی ہیں کہ یہ باتیں تم
بنی آدم کی رسانی عقل کی حد سے باہر ہیں اس طرح ہم نے تکثیر از داج
کے بارے میں تبسیرا سوچا کہ شاید ہم نے تکثیر حد فایت چار کیوں رکھی ہو
مگر یہی خیال تھا کہ شاید چار سے تحدید مقصود نہ ہو بلکہ مطلق تکثیر مقصود ہو
اور طرز کلام دو دو تین تین چار چار اس پر دلالت بھی کرتا ہے علاوہ بریں ہم
دیکھتے ہیں کہ دوسری زبانوں میں ایک بڑا عدد بولا جاتا ہے اور وہ خاص
عدد مراد نہیں ہوتا بلکہ کثرۃ مراد ہوتی ہے ۵

فزع کرڈالو نگار اے کے تو بولا شب و صبح میں سو بار تجھے مرغِ سخن چھوڑ دیا

۵ ہزار بار بشویم دہن ز مشک گللاب

۵ ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

ان لبوں نے نہ کی سچائی ہم نے سو سو طرح سے مڑ دیکھا

اسی طرح کا ایک واقعہ اعداد کے متعلق پیغمبر صاحب کو بھی پیش آیا تھا۔

کہ جناب پیغمبر صاحب نے چالیس برس کی عمر میں پیغمبری سے سرفراز ہو کر

اپنے وطن مکے میں جہاں سارے جزیرہ عرب کا معبود ابراہیمؑ کا بنایا ہوا خانہ کعبہ تھا دین اسلام کی منادی شروع کی۔ خانہ کعبہ کے متوقی اور مجاور قبیلہ قریش کے لوگ تھے اور یہ قبیلہ کا قبیلہ خانہ کعبہ کی خدمت ولایت کی وجہ سے معزز ترین قبائل سمجھا جاتا تھا۔ پیغمبر صاحب قبیلہ قریش کے معزز ترین خاندان میں پیدا ہوئے ہر چند قریش کا ادب خانہ کعبہ کی وجہ سے تھا اور خانہ کعبہ کا ادب بنائے ابراہیمؑ ہونے کی وجہ سے اور ابراہیمؑ بڑے پختے موجد تھے یہاں تک کہ انکو عقیدہ حقہ توحید کا موجد کہا جائے تو کچھ بجا نہیں اور موجد نہ ہی تو مروج اور مجذوم ہونے میں تو کچھ شک نہیں کہ ہر باوجود کے کہ اہل عرب نسل ابراہیمؑ اور فی زعمہم ابراہیمؑ کے مذہب پر قائم ہی تھے مگر روزِ زمانہ کی وجہ سے توحید کو چھوڑ کر مشرک اور بت پرست ہو گئے تھے خدا نے پیغمبر صاحب کو اسی ابراہیمی عقیدہ توحید کو از سر نو زندہ کرنے کی غرض سے پیغمبر بنا کر بھیجا تو حید کی منادی کرنا تھا کہ سارا عرب کفر و اعدت دشمنی پر کمر بستہ ہو گیا زبان سے ہاتھ پاؤں سے جو تکلیفیں نہیں پہنچانی تھیں پہنچائیں جو انیائیں نہیں دینی تھیں دیں پیغمبر صاحب کامل ۱۳۔ برس فوق البشر صبر و تحمل کے ساتھ تمام مظالم برداشت کرتے اس ۱۳۔ برس کی مدت میں جو کچھ تھوڑی مدت نہیں لوگ دستور کے مطابق اطراف و جوانب سے سال در سال بت خانہ کعبہ کی زیارت کو آتے اور اپنے طور کی پوجا پاٹ کر کے چلے جاتے اور سمجھتے کہ حج کر آئے ادھر پیغمبر صاحب تبلیغ رسالت کے لیے ایسے ہی جگہوں کے متلاشی تھے جہاں ہجوم دیکھا جانا دی کی انفسا قارِ رسالت کے گیارہویں برس مدینہ کے قافلے دالوں سے بات چیت کا موقع پا کر ان کو قائل معقول کیا

دعوی رسالت کی خیر تمام ملک میں پھیل چکی تھی قافلے والوں میں کچھ لوگ
منصہ مزاج اور معقول پسند بھی تھے سننے کے ساتھ تہوڑی دیر بعد
پہلے ہی وعظ میں چہ آدمی ایمان لے آئے اور مدینے جا کر دوسروں
سے سارا حال بیان کیا اور پیروں کو اپنا بخمال بنایا رسالت کے تیر ہوئی
برس ایک جم غفیر پیغمبر صاحب کی باتیں سننے کے شوق میں حج کے دنوں
میں مکے پہونچا اور تاکہ مکے والوں کو خبر نہ ہو فھر کے باہر قافلے سے الگ
ایک جگہ تجویز کی کہ وہاں پیغمبر صاحب وعظ فرمائیں اس جلسے میں ۷۳
مرد اور ۲ عورتوں نے پیغمبر صاحب کے ہاتھ پر بیعت کے علاوہ جب
ان کو قریش کے مظالم کی خبر ہوئی تو انہوں نے پیغمبر صاحب سے التجا کی کہ
اگر جناب کسی طرح ناخدا ترس دشمنوں کے زغے سے نکل کر مدینے تشریف
لے آئیں تو ہم اپنی جان و مال و میال کی طرح آپ کی حمایت اور حفاظت
کریں گے یہ قول و قرار ہو کر قافلہ مدینے کو روانہ ہوا قریش کو ان باتوں کی
خبر لگی مگر یہ دیر جب تافلان کی دست رس سے باہر نکل جا چکا تھا مدینے
والوں کی بیعت قریش کے حق میں عسمنہ ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا لگے
پیغمبر صاحب اور ان کے اقل قلیل ضغفار اتباع پر اضغافا متضاغفہ سختیا
کرنے آخر یہ ٹھیرائی کہ یہ شخص ہمارے دین آباؤ کے بڑا پیچھے پڑا ہے
تخویف تطلیع سب کچھ تو کر دیکھا کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی آخر الدار کی بس
اب یا یہ نہیں یا ہم نہیں آؤ آج رات اس کے گھر کو گھیرے پڑے رہیں
صبح سویرے نماز کو باہر آئے تو ایک دم سے سب ٹوٹ پڑیں اور اس
کا کام تمام کر دیں دینا آئے گی چندہ کر بہر دیں گے جو
سوجھا وہ کیا کرے

مادر چہ خیال ہو ملک و درجہ خیال کاسے کہ خدا کند فلک چہ بھال
 لوگ مات بہر گھر گھیرے پڑے رہے اور پیغمبر صاحب راتوں رات سوچو کڑ
 سے نکل اپنے مازدار ابو بکر کو ساتھ لے کے سے تین میل کے فاصلے پر
 غار ثور میں جا بیٹھے آس پاس سارے کوٹے کھنڈرے کہوندے کہیں
 پتہ نہ ملا پیغمبر صاحب تین دن بچھے رہ کر ادپری راستے سے بالا بالا
 مدینے جا داخل ہوئے یہ داخل ہجرت کہلایا جس کی یادگار میں مسلمانوں
 ہجری سنہ چلا مدینے میں ہجرت سے پہلے ہی اسلام نے بہتیرے
 دلوں میں جگہ کر لی تھی پیغمبر صاحب کے تشریف لانے سے لوگ ایسے
 گرنے شروع ہوئے جیسے شمع پر پردانے لیکن باغ میں گل کے ساتھ
 کانٹے ضرور ہوتے ہیں کتے میں قریش تھے تو یہاں مدینہ میں یہود کہ یہ
 لوگ مدینہ اور حوالی مدینہ میں کثرت سے آباد تھے اور ہر طرح کا اقتدار
 رکھتے تھے موسے کی امت اور تورات کی پیشین گوئی کی رو سے پیغمبر
 آخر الزماں کے منتظر بھی تھے مگر پیغمبر موعود کو از خود نسل اسحق سمجھ
 رکھا تھا اور نہیں چاہتے تھے کہ شرف نبوت ان کی قوم سے کسی دوسرے
 کی طرف منتقل ہو۔ چونکہ پیغمبر صاحب اسحق کے بڑے بھائی اسمعیل کی
 نسل میں تھے یہود نے اپنی ادعائی خصوصیت کی بنیاد پر پیغمبر صاحب
 سے خدا واسطہ کا بیر باندھ لیا تھا۔ لگے تورات کی پیشین گوئیوں میں
 طرح طرح کی تحریفیں کرنے غرض مدینے کے یہود پیغمبر صاحب کی
 مخالفت میں قریش کے سے بھی پسند قدم آگے تھے یہود کے علاوہ
 خود مدینہ کے اعلیٰ باشندوں میں سے بھی ایک گروہ پیغمبر صاحب کے
 روز انہوں نے اقتدار کا حسد رکھنا تھا۔

یہ لوگ مردہ یہودیوں سے میل جول رکھتے تھے مگر مسلمانوں کے
مقابلے میں تھے مغلوب اور اسی لیے ظاہر میں مسلمان بنتے تھے غرض
یہ لوگ ایسا جوا کھیلتے تھے کہ طاق اور جنت دونوں داؤں اپنے۔ قرآن
میں منافقوں کو جا بجا سرزنش کی گئی ہے منافقوں سے یہی لوگ مراد
ہیں ان کا رئیس تھا ایک شخص عبد اللہ بن ابی بن سلون مدینے کے
رہنے والوں میں اوس اور خزرج دو برابر کی ٹکر کے بڑے زبردست
قبیلے تھے ان میں پشت ہا پشت سے خانہ جنگیاں چلی آتی تھیں عبد اللہ
حقیقت میں قبیلہ خزرج کا بڑا باوقعت سردار تھا پیغمبر صاحب کی ہجرت سے
ذرا پہلے لوگ اس کو بادشاہ بنانے کی طیاریاں کر رہے تاج شاہی تک
بنوایا تھا پیغمبر صاحب کی تشریف آوری سے منصوبے ناتمام رہ گئے
تو عبد اللہ کو پیغمبر صاحب کا قتلنا حسد ہو تھوڑا پیغمبر صاحب کے آگے پیچھے
برسوں اسلام مدینے میں کھڑی رہا۔ عبد اللہ منافق اسلام کی بیخ کنی
کے درپے پیغمبر صاحب کو دیکھ کر اندر ہی اندر اس کا خون کپڑوں سے لگتا تھا
اسی کا بیٹا جاب ظاہر دباطن راسخ العقیدت مسلمان جہاں پیغمبر صاحب کا
پسینہ گرے اپنا خون گرائے کو موجود پیغمبر صاحب کو اس عبد اللہ
سے کبھی ملنے کی طرح بڑی سخت تکلیفیں پہنچیں۔ ازاں جملہ یکے از ہزار شتے نمونہ
از خرداریہ کہ ہجرت کے دو صکر برس مسلمانوں سے اور قریش سے بدر کی
لڑائی ہوئی اس لڑائی میں باوجود سکے لشکر قریش کے مقابلے میں
مسلمانوں کی کچھ ہی حقیقت نہ تھی قریش کو شکست فاش ہوئی۔ چوٹی کے
سردار مدے کے بقیۃ السیف گرفتار۔ مگر بہا گتے بہا گتے نبی قریش و مکی
دیتے گئے کہ اگلے برس اس اتفاقی شکست کا بدلہ لیں تو یہی چنانچہ

اگلے برس لشکر جہار سے مدینے کو آگیا چار دن چار رات نامہ پیغمبر صاحب
کا قاعدہ تھا کہ جو بات کرتے تھے سب کی صلاح سے پیغمبر صاحب کی
اپنی رائے تو یہ تھی کہ مدینے کے باہر چل کر لڑیں۔ لوگوں کے مشورہ پر
تو منافقوں نے بڑی سختی کے ساتھ اختلاف کیا کہ نہیں شہر کے اندر رکھنا
کی آڑ پر کہ رانا صاحب لڑائی تو آخر کام پیغمبر صاحب کی رائے کے مطابق
مدینے کے باہر دوڑنا ہی کو جس کے واسطے کہ وہ احد کے پاس ہوئی
مگر منافقوں کے اختلاف کی وجہ سے پیغمبر کے لوگ مدینے سے نکلے
ہی نہیں اور جو بادل ناخواستہ دکھلاو سکھائے ہی تھے اونکو بھی
عبداللہؐ کا کہنا کہ بے لڑکے لڑنا لایا بعض نے اسکو جتیرا ہی پیش بھیایا
کہ اس طرح کی صریح مخالفت سے مسلمان نہیں مدینے میں نہیں رہنے دینگے
تو کہتا کیا ہے۔ لیکن وجہنا الی ہمدینۃ الخیون الامین منہا الذی
رسوۃ منافقون ا مناخ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ لشکر گئے تو عزت دار
ذلیل کو وہاں سے نکل باہر کر کے قوی ہوئی۔

اس نے اپنے تئیں اعز سے تعبیر کیا کہ وہ پیغمبر صاحب کو غزوہ بدر و
سے بیٹا یہ فکرا پہنچے کہ سب سے باہر ہو گیا اور پیغمبر صاحب اگر اس کو
ندو کہتے تو اس نے باپ کو قتل ہی کر دیا مگر اس ایک واقع میں کتنی
ہی باتیں مضمر ہیں۔ عبداللہؐ کی حد درجے کی گستاخی۔ عیسیٰؑ کی عقیدت
پیغمبر صاحب کا حکم بالاخر وہ وقت آیا جو سب کو آنا ہے عبداللہؐ فرمایا
اس کو جب جاہ نے تباہ کیا اب آخری وقت میں اسکو جاہ کی طرف سے
اصل نا اہمدی ہوئی تو اس نے الغریق و تشبہا العیشیہ کن کے
لے ڈوبتا ہوا تنگے کا سہارا لے کر جاہ سے ا

لئے قبر کا پیغمبر صاحب کا کرتہ منگوا ہوا پیغمبر صاحب نے اس کے
بیٹے کی دلداری سمجھو تو یا گروہ منافقین کی تالیف و استملا سمجھو تو یا عبداللہ
کے ظاہری اسلام کا لحاظ سمجھو تو بے نائل اوتار اپنا کرتہ پہنچا دو یا عمرہ کے
منع کرتے کرتے اس کے جنازے کی نماز پڑھائی۔ شریک دفن ہوئے
اور دیر تک قبر پر کھڑے ہوئے اس کے حق میں دعا کرتے رہے
جنس کے ساتھ اس کے سر پہچے اتنی عنایت کا اظہار پاک نفس پیغمبر
کے سوا نے کس سے ہو سکے بات کے سلسلے میں عمرہ کے روکنے
کا ذکر آیا تو ان کے منع کرنے کی وجہ یہی اسلام کی ضرورت تھی کہ یہی
منافق اسلام کی ملٹی گاڑی میں روڑے اٹھاتے رہتے تھے اور عمرہ
شدید الباس اور مزاج کے کچھ قدر سخت بھی تھے نظریہ حالات ملکی اس
وقت کے اسلام کو پیغمبر صاحب کی نرمی اور انکی سختی دونوں کی یکساں
ضرورت تھی جیسے ابھی کہ اسکو وقت پر پانی چاہیے اور وقت پر تابش
آفتاب ۵

درشتی و نرمی ہم درہ است چو رگزن کہ جرقہ صوم و صیام
یہ عمری ہیبت ہی توتی جس کی وجہ سے پیغمبر صاحب ابتدا سے عورتوں
میں خدا سے و مائیں مانگا کرتے کہ اللہم اعز اکام اسلام بانی جلیل
بن ہشام۔ اور بعین الخطاب۔ یہ عمری ہیبت ہی توتی کہ عمرہ کے احکام
سے پہلے مسلمان تہوڑے ہی سی مگر کسی کی جرأت نہ تھی کہ ادا کرنے
کے لیے خانہ خدا کی طرف رخ ٹوکرے ہاں عمرہ اسلام لائے تو سب
کو دندناتے ہوئے ساتھ دیکر کبھے گئے چہت پر چڑھکر اذان دی نماز پڑھی
۱۵ خدا و نامہ شام کے پیش اور جیل خطاب کے پیش عمر سے اسلام کو غلبہ عنایت کر ۱۶

قریش خانہ کعبہ کے گرد بیٹھے دیکھ لکے کسی نے چوں نہ کی۔

یہ عمری ہیبت بری تو تھی کہ پیغمبر صاحب کے دینے گئے پیچھے باقی قلمرو
مسلمانوں پر قریش کی طرف سے بڑی سختیاں ہونے لگیں رہتے ہیں تو
ستائے جاتے ہیں جاتے ہیں تو جانے نہیں پاتے نہ پائے رستن
نہ روئے مانع۔ تو بیچارے چوری چھپے رات نکل بہا گئے اور کئی طرح
گرتے پڑتے مریختے جا پہنچے عمرہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو دن دھاڑے
ساز و سامان سفر درست کر کے ہتھیار لگائے اور پکار پکار کہتے ہوئے
چلے کہ جسکو اپنی بیوی کو راندنا دے اپنے بچوں کو قہقہہ کرنا منظور ہو وہ شہر کے باہر
لے اور بچے روکے یہاں سب کو سانپ سونگھ گیا تھا ایک سے نہ ہو سکا
کہ جاتے کو پکارتے یہ عمری ہیبت ہی تو تھی کہ اسلام کی بنیاد تو پیغمبر صاحب نے
رکھی اور عمرہ نے اپنے زمانہ خلافت میں دم اور فارس جیسی زبردست سلطنتوں
کو زیر کر کے اس بنیاد پر سلطنت اسلام کی ایک شاندار عمارت بنا کھڑی کی
اٹھلھا ثابت و خرمھا فی السماء عمرہ کی خود خصلت کی پوچھو تو مختصر یہ ہے
کہ وہ اسلام کے آگے کسے یا شد کسی کی لگی لپی نہیں رکھتے تھے انہوں نے
پیغمبر صاحب کے ساتھ منافقوں کا اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی قریظہ
و یحییٰ بن ابی سفیان کے بارے میں آیات تخریقی سنیں اور ان کے
دل پر نقش تھیں انا بخلہ استغفر لہم ولا تستغفر لہم سبعین مرۃ فلا یغفر
لہم اسلامی جو دشمن میں آکر انہوں نے پیغمبر صاحب کو عبداللہ کے

لے اسے پیغمبر تم ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرو ان کے حق میں مغفرت کی دعا کرو
ان کے لیے کیسلی ہی اگر تم ستر دفعہ ہی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرو گے
تو خدا ہرگز ان کی مغفرت نہیں کرے گا

جنانہ کے کیا ناز پڑ جانے سے روکا اور سبعین سے مشترک عدد خاص نہیں
بلکہ مطلق تکثیر مراد لی عمرہ اصل عرب تھے ان سے بڑھکر محاورات زبان
عرب سے کون واقف ہو سکتا ہے اور پیغمبر صاحب نے باوجودیکہ
افصح العرب تھے سبعین سے مشترک عدد خاص مراد لیا اور نہ مایا کہ میں
ستر بار سے زیادہ بار عہد اللہ کے لیے استغفار کروں گا شاید خدا
اس پر رحم کرے بات اس پر چلی تھی کہ آیت فالتکویماطاب لکم من
النساء مثنتہ وثلث ودرہم کے اعداد کی نسبت ہمارا ذہن اس طرف
منتقل ہوا کہ عجب نہیں اعداد خاص نہیں بلکہ مطلق تکثیر غیر محدود مراد ہو گیا
کہ تہود اور فارسی زبانوں میں ہے پھر زبان عربی سے سند لینی چاہی تو آید
ان دستغفر لکم سبعین مرتۃ خیال میں آئی کہ پیغمبر صاحب نے سبعین سے
ستر کا عدد خاص سمجھا اور عمرہ نے اسکو تکثیر پر محمول کیا اس کے ضمن میں
ہم نے ہجرت اور منافقوں کا حال اور عیش کا حال بہت سے مضامین لکھ
ڈالے مگر ظن میں ان مضامین کو میر تقی کے مضامین سمجھیں گے مگر تادم
یہ ہے کہ موسیٰ نے کہہ طور پر پیغمبری اور معجزہ عصا دیتے وقت خدا نے
موسیٰ سے اتنا ہی پوچھا تھا کہ دے انا اناک یمینک یمونی موسیٰ نے
جواب میں عرض کیا اے خدا تو کو علیہا وعلیہا وعلیہا علی غنما ولی
فیہا ما لرب اخری ما لک یمینک یمونی کا جواب عطا ہے
کرتا ہے مگر موسیٰ کو شوق ہم نکلا ہی پروردگار نے بس نہ کہ سنے دیا ہم کو ہی پیغمبر

۱۔ موسیٰ سے تمہارے واسطے ہاتھ میں کیا چیز ہے

۲۔ میری لائٹی ہے میں اس پر سہارا لگتا ہوں اور اسی سے اپنی جگہوں پر درختوں کے

پتے جاتا رہا ہوں اور اسی لائٹی میں میرے سارے ہی ماعراض ہیں ۱۱

کی باتوں میں مزہ آنکھ سے کچھ کہنا ہو تو خود بخود بات جی سے نکلی چلی آتی ہے
اس کی کو ہم اپنا ایمان ادا کی کو ہم اپنا اسلام اور اس کی کو ہم اپنا مل بگتے ہیں
اور اسی کے بہرہ سے پر نجات آخرت کی آس لگائے بیٹھے ہیں بہر کیف
ناظرین سے درانی سخن کی معافی مانگ کر اصل مطلب کی طرف رجوع کرتے
ہیں کہ گو عمرہ بجا گئے خود زبان عربی کے محاورات اور اسالیب الکلام کے
بڑے ماہر تھے اور عریض کی فصیح تر عربی ان کی مادری زبان تھی مگر مغیر صاحب
کوزبان دانی کے اعتبار سے ہی ہم سب بزرگ اور بہتر سمجھتے ہیں۔ اور خود
صحابہ نے بار بار اس کا احترام کیا ہے پس آیت ہن تستغفر لھم
سبعین مرتبہ کے قیاس پر ٹٹے وثلث وربع شہادی عدا وخلص مراد
لیتے ہیں نہ مطلق کثیر اور بخاری کی دو حدیثوں نے تو ہمارے خیال کو ظن
فاسد قرار دے کر اس کا قطعی فیصلہ کر دیا

عن ابی ہریرۃ أن خیلان اسلم تحتہ عشر منوۃ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسلمت وھا وفادق یا یغیث عن کعب ان منوۃ بن
معاویہ اسلم و تحتہ خمس منوۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اسلمت اربع و فارقوا واحدہ

(ترجمہ) ابو ہریرہؓ سے روایہ ہے کہ خیلان مسلمان ہوا تو اس کے
پاس پوری دس عورتیں تھیں جن میں سے مغیرہ رضی اللہ عنہا علیہ وسلم
نے فرمایا کہ چلند عورتیں کو رکھ لو بعد اتی اچھ عورتوں کو چھوڑ
دے کعب کہتے ہیں کہ معاویہ کا بیستونوں مسلمان ہوا ہے
تو اس کے پاس پانچ عورتیں تھیں مغیرہ رضی اللہ عنہا علیہ وسلم
نے فرمایا کہ چار کو رکھ لو اور ایک کو چھوڑ دو

غرض یہ بہت قریبی ہونے کی وجہ سے کہ مسلمانوں کو قرآن کی رو سے حرام و حلال میں
 ہر چیز میں ملک کے جمع کرنے کی مشروط اجازت ہے حقیقی تکثیر کی اجازت
 تو بقدر رکائی اور پر رکھا جا چکا جس سے ظاہر ہو گیا کہ تکثیر نسل آدم اور مرد
 اور عورت کی فطرۃ دو چیزیں تو متقاضی ہیں مگر مرد کو تکثیر ازواج کی اجازت
 دی جائے تاکہ وہ نسل کو بڑھا سکے اور چونکہ عورت میں تکثیر ازواج سے
 نسل کے بڑھانے کی صلاحیت نہیں اس کو تکثیر ازواج کی اجازت
 دینا لا حاصل بلکہ تکثیر نسل کے ساتھ اس کی ضرورت بھی ہے کہ مرد اور
 عورت جو میاں بی بی ہیں امن و عافیت کے ساتھ زندگی بسر کریں :

مثلاً یہ ہے کہ تکثیر ازواج ہر شری کے اندر ہو یا باہر طائر ہو یا
 ناجائز ہر حالت میں منافی امن و عافیت ہے جیسا کہ دیکھا جاتا ہے
 اس سے تو ہر شخص یہی نتیجہ نکالے گا کہ تکثیر کی اجازت گو وہ مشروط اجازت
 ہے صرف قرآن میں لکھنے کے لئے ہے کوئی مرد اس سے بطریق
 جائز مستفید نہیں ہو سکتا۔ پس اسلام جو دین فطرۃ ہونے کی شہادت
 ملکہ مصلحہ سمعۃ اور ما جمل علیہ فی الدین من حوجہ میسوی دین
 ہو گیا مجموعہ محالات کہ میسائیوں میں ناممکن اتعمیل احکام بہت ہیں جیسے
 یہانیت یا یہ کوئی دائیں سکھر پر طمانچہ مارے تو سب کے قاتل تو یہاں کھڑے ہی
 دسے کر کے اور نار یا جل کے لیے ذخیرہ مت کر یا پہنے جانی دشمن کے
 لیے اپنے ہاتھ سے بیٹے کی طرح قلوں دل سے دھار کر طرح کے
 احکام کتاب میں لکھے ہوئے شاندار ہیں۔ مصلحہ ایسے احکام کہ جتنے
 نہ دیکھا جلتی ہے اور نہ جل سکتی ہے۔ ہاں اسلامی حکم جزا و سنیہ عقوبت
 منمن عفاء و صلح ناجوہ ہے اللہ ایک دینی ہو معقول بات ہے لیکن

تکثیر ازدواج کا حکم تو ہر جیساٹیوں کی بات ظاہر ہیں تو یہ اعتراض بڑا قوی معلوم ہوتا ہے لیکن تکثیر ازدواج شرعی کا نام لکھنا اتنی ہی ہونا تسلیم نہیں ہے۔

اس سے کہ لوگ تعمیل نہیں کرتے کسی حکم کو نام لکھنا اتنی ہی ہونا تسلیم نہیں ہے کہ لوگ نہیں تعمیل کرتے اس لیے کہ کیا مرد اور کیا عورت دونوں نے حد شرعی سے بڑھ کر اپنے اوعلیٰ حقوق قرہ و سہ کے ہیں دوسرا فرق فراحت کرتا ہے تو اس لیے اس کو عالم نہیں ہے جس سے یہ ہے طلقہ داریوں میں فساد کی بڑ اور اس میں وجہ سے حکم خدا نا حق بہ نام ہے۔ اس بارے میں عورتوں کی طرف سے اکثر زیادتی ہوتی ہے کہ نہ اپنی حالت اپنی ضرورت پر نظر کریں اور نہ مردوں کی۔ سوکن کے نام کو اپنی چڑ بنا رکھا ہے ہمارے متعارفین میں ایک شامت کے بارے میں پہلی بی بی کی حین حیات میں دوسرا نکاح کر لیا پہلی ان کی چوہیلنگ پچیس برس کی رفیق تھی صورت مثل کی بدوہ اوسط اچھی خاصی صاحب اولاد میٹوں کی جگہ بیٹے بیٹیوں کی جگہ میٹیاں بیٹی بیٹے کے آگے ایک چہرہ دو دو بچے سیانا بیٹا ماشاء اللہ میں کی چہرہ بیٹے پورے نہیں ہوئے۔ بسم اللہ ہوتی تھی۔ گود میں ڈرے پونے دو برس کی بیٹی ہو چوہے دونوں۔ بزرگوں کے وقت جاگیر کھل۔ آمدنی بافرانت وافر۔ کبھی۔ میٹ بی بی میں ان بنت سننے میں نہیں آئی مگر تھلکا گری بی کو مدت سے دھڑکن کاروگ تھا۔ کوئی کہتا تھا کہ آسیب کا سا مثل ہے۔ غرض بیچاری اکثر مضمین رہتی تھی اور شاید یہی وجہ ہوئی کہ میٹ نے دوسرا گھر آباد کیا پہلی کو خبر ہوئی تو بچھا رکھا کر زمین پر گریں کچھ دیر میں گلاب کے چینیٹوں سے ہوش آیا تو پیٹ پیٹ کر مہاسے اور صلہ سے کنبی کی عورتیں جین

کریں۔ بہتر سمجھایا کہ خمار کے تھارے سنوے ارمان نخل چکے اب تم کہیں
اپنی جان کہوتی ہو کر لی تو بلا سے۔ باوجودیکہ میاں نے عدل مستطیل میں
کئی کرنے کا خیال تکہ ہی نہیں کیا مگر یہ نیک بخت گہر میں اُن کے آنے
کی روداد ہی نہوئی ایک رنجی گو شاعر نے یہ معاملہ نظم کیا ہے نظم کا ایک شعر
کبھی گستا سنا یا ہم کو بھی یاد ہے۔

یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہیں کروں کیا کہ تپسری کی چھاتی نہیں
ہم تو اسکو ہی بے انصافی سمجھتے ہیں کہ سارا اُلا ہنا عورتوں کے سپر
تھوپ دیں۔ مرد ہی اپنی جگہ کو نہ پہلے ہنس میں عدل مستطیل کے
یہ بھی بڑا ضابطہ دی چاہیے۔ فی اکثر لا حوال تکثیر از داج کی اصلی محرک
حسن پختی ہوتی ہے اور حسن کا حال یہ ہے کہ ایک ملک کے لوگ
اعضائے خاص کی شکل صورت اور رنگ اور وضع کی نسبت ایک خاص
قرار داد کر لیتے ہیں کہ اس طرح کے اعضا کو حسین سمجھیں گے اول تو مذاق
حسن سب جگہ یکساں نہیں۔ انگریز کبھی آنکھوں اور بہورے بالوں کے شیدا
ہیں ہم مورتی چہرے انکھوں اور کالے بالوں کے چینیوں نے ناک کو چہرے
کی ہواری میں غل انداز سمجھ کر بچوں کی ناک پر کمائیاں چڑھا چڑھا آخر ناک
کو ہٹا چھوٹا۔ حبش میں کوئی ہاؤے ملک کا گھیریں رنگ کا آدمی جاتھکے
تو اسکو مبروص سمجھ کر اس کی چانوں سے دور بھاگتے ہیں حبشیوں کے
ہونٹوں کو تو سننا ہو گا۔ لب زینیش تا پرہ مینی رسیدہ لب زینیش نڈوں
فرد ہشتہ۔ اختلاف مذاق پر طرہ یکہ ہر شخص کو اپنے مذاق کے مطابق
حسن سے یکساں طور پر پہچان ہوتا ہے۔ حالانکہ اعضا قاری کے حسن کو
کیسا ہی ہو نفس غدا ہش میں کچھ ہی دخل نہیں مثلاً ہاؤے شاعر

ناک کی شان میں کہتے ہیں ۶

آتشِ حسن سے ایک شعلہ سرکشِ مہین

لیکن ہمارے نزدیک اگر کسی کی ناک اچھی ہے تو وہ۔ اسی ناکِ دالے کی کام کی ہے وہ بھی اس صورت میں کہ اسکی قوتِ شامہ صحیح ہو نہ تھنوں کی راہ کے سانس کی آمد و شد میں کاوٹ نہ ہو کسی غیر کو اس کی ناک سے کیا تعلق یہ ہے اولادِ آدم کی سمجھ سے

برخیائے نام و شان و ننگِ نشان

برخیائے صلحِ شان و جنگِ عیان

با ایں ہمہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ آدمی کی فطرۃ میں جہاں اور باتیں ہیں ایک بات یہ بھی ہے کہ اوّل عمر میں اسکی طبیعت جو رنگ پکڑ لیتی ہے وہ تازیتِ زائل نہیں ہوتا یعنی ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق حسن صورت کی طرف فطرۃ

زائل ہوگا اور اس میں اس پر کچھ الزام نہیں۔ غایتِ ماضی اسباب یہ میلان مسیح ہے اصل قوتِ بد پس میلان کا بڑا پہلا ہوتا موقوف ہے اصل قوتِ

حسن یا قبیح ہونے پر اور اصل قوتِ خدا و دینی فطری قوت ہے کہ عمر کی ایک حد خاص کو پہنچ کر خود بخود ظہور کرتی ہے اور تمام خدا داد اور فطری قوتیں حسن ہیں اس واسطے کہ مصلحت سے خدا نے دی ہیں اس کی کل شی خلق

مقدّر خلقنا الانسان فے حسن تعویم ان خدا داد قوتوں کے بدون کسی انسان کو انسان کامل نہیں کہہ سکتے ہیں۔ ہاں بعض قوتیں ایسی ہیں کہ ان کو احتیاط

سے عمل میں لایا جائے تو اس دعا فیت میں خلل آتا رہوں جو عموماً مائل ملامت

کی غرض و غایت ہوئی چاہیے اور خصوصاً اسلام کی ہے سوا اسلامی شریعت نے انعام و ہدایت سے واضح غور پر احتیاط کار نہ کیا دیا کہ وہ مصلحت

بھی فوت نہ ہو جس کے لیے وہ قوت دی گئی ہے اور امن و عافیت میں
 بھی کسی طرح کا خلل واقع نہ ہو اب یہی قوت ہے جسکی نسبت دیر سے بحث
 ہو رہی ہے کہ اسلامی شریعت نے عدل مستطاع کی قید لگا کر مردوں کو
 چار تک اجازت دینے سے ایک طرف اُن اعتراض کی حفاظت کی جو
 تکثیر کے بدوہن حامل نہیں ہو سکتیں۔ اور دوسری طرف عورتوں کے حقوق
 کی کہ اُن پر بھی ظلم نہ ہو جس کی وہ برداشت نہ کر سکیں۔ عیساویوں میں تلاشی
 کا تعلق مرنے بہرنے کا تعلق ہے اور ان کے ماں مرد عورت میں اس طرح
 کا تعلق ہوئے پیچھے وہ تعلق منقطع نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس طرح کی صورتیں
 واقع ہوتی رہتی ہیں کہ کسی جہ سے میاں بی بی میں سازگار ہو سکتی یا باقی رہ نہیں
 سکتی تو اس مذہبی نقص کے رفع کرنے کو ان لوگوں نے ایک عدالتی علیحدگی
 ایجاد کی جس سے اسلامی طلاق اور خلع کا کام لیا جاتا ہے یہ اور عیساویت
 کے ایسے کتنے اول نقص ہیں جن کو اسلامی شریعت نے پورا کیا مگر تا
 شکر کا کچھ علاج نہیں خیر تو عدل مستطاع میں بھی عورتوں کے حقوق
 کی رعایت ہے اور وہ طلاق سے آسان تر ہے مسلمان بیویوں کو چاہیے
 کہ ہیکو غنیمت سمجھیں اور اسلام کی احسانمند ہوں۔ عدل مستطاع کی
 شرط عورت اور مرد دونوں کے حق میں یکساں مفید ہے کہ عورت مطلقہ ہونے
 کی مصیبت سے بچتی ہے تو مرد مواخذہ بے انصافی سے ولعذاب لافراہ
 اکبر امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے تو مرد و نکاح ایک اور فائدہ بھی استنباط
 کیا تھا کہ تکثیر ازدواج مستند تکثیر عیال ہے۔ عدل مستطاع کی قید لگانے
 سے تکثیر ازدواج میں کمی ہوگی تو عیال کی تکثیر میں بھی ضرورت کمی ہوگی اور قلت

عیال مستلزم قلت نفقات ہے یعنی چار تک تکثیر ازدواج میں تکثیر عیال کا
چند اس خوف نہیں اور مسلمان محدود تکثیر ازدواج کے ساتھ ہی فانی المال
اور خوش حال رہ سکتے ہیں لیکن ہماری رائے میں شخصی حالات کو عیال کی
تکثیر اور تقلیل میں بڑا دخل ہے ممکن ہے کہ بعض فائدہ داریوں میں چار
بیبیوں سے بھی کم میں عیال کثیر ہو جائے اور بہت میں نہ ہو بلکہ ہمارے
ملک کے امرا میں تو اکثر معاملہ بالعکس دیکھا جاتا ہے کہ بیبیاں بہت اور اولاد
کم یا باطل نہیں امام صاحب نے الا تقولوا کے معنی قلت عیال کے سمجھے
حالانکہ لغت عربی کی رو سے یہ معنی الا تقیلوا کے ہوتے ہیں نہ الا تقولوا
کے۔ اور قرآن میں الا تقولوا ہے نہ الا تقیلوا۔ بس تو وہی بات رہی
کہ شارع اسلام نے تکثیر ازدواج کی حد فایت چار ٹھیرادی ہے وہ بھی
بشرط عدل اور عدل نہ ہو سکے تو نہ چار نہ تین نہ دو۔ بس ایک اس کو بھی
اجازت نہیں بلکہ ایک اعتبار سے تکثیر کی ممانعت ہی سمجھو کیونکہ عدل کی
شرط کو پورا کرنا گو وہ عدل مستطاع ہی کیوں ہو عقلاً نہیں تو عادتاً محال نہیں تو
محال کے قریب ضرور ہے۔

چار ٹکڑے کروں گے یہ نہیں ہو سکتا
نچ کو دوں لب کو نہ دوں لف کو دوں تل کو نہ دوں

اب ہم یہ کھنچا چاہتے ہیں کہ تمام اقوام متقدمہ روئے زمین میں ماہل
عرب کے تمدن پیٹ بہر کر بگڑا ہوا تھا ان ہی کی اصلاح کے لیے پھیر صاحب
عرب میں مبعوث ہوئے ان ہی کی اصلاح کے لیے قرآن عربی زبان میں
نازل ہوا بعد کو فرمان واجب الافغان انا ارسلناک کافۃ للناس کے ذریعے

۱۷ لے پھیر ہم نے تم کو دنیا جہان کے لوگوں کے لیے بنا کر بھیجا ہے۔

سے رسالت عالمگیر کو ای کئی اس لیے کہ احکام حق تعالیٰ فطرت انسانی پر مبنی تھے اور فطرت انسانی نام بنی آدم میں ہے عام تمدن کے ضمن میں اہل عرب کی خانہ داری خصوصاً بدتر سے بدتر حالت میں تھی ان کے ہاں بیبیوں کی کوئی حد نہ تھی۔ اگر ان کی خانہ داریوں کی ساری خرابیاں بھی جائیں تو بجائے خود ایک مستقل اچھی فاضل کتاب لکھنی پڑے قرآن امدادِ عیث سے جا بجا بہت سی خرابیاں کا پتہ لگتا ہے ہم اس مقام پر اتنی ہی بات جتنی ہے کہ باوجودیکہ عرب میں عورت مرد کے مقابلے میں بہت ہی ذی ہونی ہیں خدا نے ان کی فطرت ہی سی بنائی ہے تاہم اگرچہ وقت واحد میں وہ کئی مرد نہیں کر سکتی تھی پہرہ ہی وہ یکے بعد دیگرے جتنے شوہر چاہتی کرتی اور اس کی آبرو میں سرسوزی نہ آ۔

ہم ہندوستان کے مسلمانوں کی طرح یہ کہ اپنے مذہب کو بالائے طاق رکھ کر اوروں کی بہت سی رسمیں اختیار کر بیٹھے لے کاش سستی کی رسم ہی اختیار کر لیتے تو بیوہ عورت چٹاپہ بیٹھ کر چند منٹ میں جل جہنم کر رہا کہہ ہو جاتی تو روح و ریاح رہتہ تو وہ اب بھی ہوتی ہے مگر چونکہ اسلام تو ایسی ظالمانہ رسم کو کیوں جائز رکھنے لگا تھا۔ رسوم کی رو سے وہ دوسرا نکاح کر نہیں سکتی گیلی بکری کی طرح سنگ سنگ کر۔ بس عرب کی عورتوں کے حق میں ایک چھوڑ دوسری ہوتی تھیں ایک ملکی لباس کے مطابق یکے بعد دیگرے متعدد شوہروں سے نکاح کرنے کی دوسری اسلامی شریعت کے عدل کی۔ لیکن ہمارے ہندوستان میں پہلی سہولیت کا نام نہیں عورت دوسرا نکاح کر لے تو عزت آبرو سے ہاتھ دھو بیٹھے عورت تو عورت مرد کسی بیوہ عورت سے نکاح کر لے تو اس کی اولاد کی نسبت

ٹائٹل کی فصل پڑ جائے۔ یہی ہے ہمارا ایمان اور اسلام کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں اور ان کی بیٹیوں سے ہم فترت میں بڑھ کر ہیں۔ مولویوں سے سبھا بکھا کر اور مسلمانوں کا جسم غفیر موند سے نہ کہے تو دل میں کہتا ہے بہک کر دو چار راندوں کے نکاح کرادیے ہیں تو اس سے داغ کفر و اندھ قوم کے ناصید مال سے نہیں منٹ سکتا۔ ہم نے تو جہاں تک ہماری عقل نے یاری دی۔ تکثیر ازدواج کے بارے میں اسلامی شریعت کے حکم کو منصفانہ اور مطابق فطرت ثابت کرنے کی کوشش کی اس پہ بھی اگر مسلمان قائل نہ ہوں تو اپنا سر کھائیں اور معلوم ہے کہ قائل نہیں گئے مرد تو عدل کی قید سے گھبراتے ہیں۔ اَلْاِنْسَانُ خَرِیصٌ عَلٰی مَا مَنَعَتْ عَوْرَتِهِ عِلْمَ مِطْطَاعٍ پَر قانع نہیں۔ ان وقتوں کے ایمان جیسے ضعیف ہیں ہم کو معلوم ہے اور ہم تو اس مسئلے پر ہرگز قلم نہ اٹھاتے مگر مخالفین الٹا چر کو تو ال کو ڈانڈے اسی تکثیری وجہ سے آسمان کو تھوکتے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس پر مونہہ آستے ہیں ہم حق بات سے سکوت نہ کر سکے وہاں اس التوفیق +

تکثیر ازدواج کا تحفہ اکثر امرا کو ہوتا ہے تو امراء کے فعل کی سند پکڑ کر عام مسلمانوں کو تکثیر کا مجرم ٹھیرانا نری ہیلڑی اور عہٹ دہری ہے امراء اور کون سے افعال میں حلال و حرام اور جائز و ناجائز کا تفرقہ کرتے ہیں کہ تکثیر ازدواج میں کریں گے دین تو رہا اپنی جگہ یہ دنیا کے نفع و نقصان میں کیا تمیز کرتے ہیں۔ بزرگوں کی کمائی بے دریغ اڑائے چلے جاتے ہیں اور انجام کار کا کبھی خیال نہیں کرتے تو ان کی تکثیر کے تو ہم جوابہ نہیں ہاں جس تکثیری شرع میں اجازت ہے اسکی حمایت کو ہم موجود ہیں۔

پیغمبر صاحب کی تکثیر کو عام مسلمانوں کی شرعی تکثیر پر قیاس کرنا ایسا ہی قیاس مع الفارق ہے جیسا پیغمبر صاحب کو مسلمانوں میں جو وجہ فارق ہے اسکو خود پیغمبر صاحب نے قرآن کریم کے ان الفاظ میں صاف بتا دیا ہے :

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ يِهَادِي تَوْحِيحِي إِلَيَّ إِنَّمَا أَنَا كَمَا كُنتُم بَشَرًا
وَاحِدٌ ہے اور دوسری جگہ اوحیٰ اِلَیْ هَٰذَا الْقُرْآنَ لِأَنَّكَ كُنتُمْ بَشَرًا
وَمِنْ بَلَدٍ بہر کیف پیغمبر صاحب ہماری ہی طرح کے بشر تھے اور انہیں
تمام بشری خواص تھے مگر بشریت ایک کثیف چیز ہے اور فرشتے نہیں
ارواح مجرہ اور لطیف اسی لیے پیغمبر کی بشریت میں ایک خاص طرح
کی لطافت لینے روحانیت ہوتی ہے جو کسی اور چیز میں نہیں ہوتی اور
اس روحانیت کی وجہ سے فرشتہ پیغمبر پر وحی لاتا ہے یعنی پیغمبر
ہوتا ہے درمیان بشر اور ملائکہ کے ۔

ادھر مخلوق میں شامل دہر اللہ سے واصل

خواص اس نزع کبریٰ میں نہتا حرف مشددا

پس ہم پیغمبر کے کسی فعل کو نہ اپنے افعال پر قیاس کر سکتے ہیں اور نہ اپنی
تحریکات میں سے قطعی طور پر کسی تحریک کو ان کی طرف منسوب کر سکتے ہیں

غرض ہم کو پیغمبر کی حقیقت تو پوری پوری معلوم نہیں تاہم

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ہم خالص بشری خواص ہی کے اعتبار سے پیغمبر صاحب کے تعلقات

۱۱ میں دیہی آدمی جیسا آدمی ہوں دنگرا مجھ پر وحی آتی ہے ۱۲ لکھ یہ قرآن میری طرف

اسی لیے وحی کیا گیا ہے کہ اس کے درمیان سے نکلے اور جسے اس کی خبر پونچے اسکو عذاب سے ڈراؤں ۱۳

پر نظر ڈالنے میں یہاں خاصہ بشری سے مراد یعنی ہوگی قوت اب دیکھنا چاہتے
ہیں کہ دعائی تکثیر ازدواج کیا ہو سکتے ہیں مشہور تو یہ ہے کہ سہ
مال و جمال و آل بخواہند از زناں

لیکن یہ تقسیم درست ہے نہ اس کی ترتیب و دعائی تکثیر ازدواج میں سب سے
پہلے ہماری نظر غلبہ قوت پر پڑتی ہے کہ یہ قوت ہی مرد اور عورت دونوں
کو ایک دوسرے کی طرف مائل کرتی ہے غلاق عالم نے اس قوت میں
ایک طرح کی لذت رکھی ہے اور وہ لذت مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصود
باللذات ہے تکثیر نسل جو نتیجہ ہے اس قوت سے کام لینے کا مگر کوتاہ ہیں
آدمی نے تکثیر نسل سے قطع نظر کر کے لذت کو مقصود بالذات بنا لیا۔ یہ
بہوک پیاس کی طرح اضطراری نہیں مگر لوگ اس کے پیچھے سلطنتیں تک کہو
نیٹھے ہیں با ایں ہمہ چونکہ فطری اور خداداد ہے ہم اس قوت کو برابر ہی نہیں
کہہ سکتے ہیں قوت فی نفسہ باری نہیں۔ بے جا استعمال نے اسکو بدنام
کر رکھا ہے۔ ورنہ خداداد قوتیں سب اچھی ہی ہیں علی القیاس غصہ علی
ہذا القیاس حب مال بلکہ فطری قوتوں میں ایک بات اور یہی دیکھی جاتی ہے
کہ ان قوتوں کی زیادتی کمال انسانیت کی دلیل سمجھی جاتی ہے۔ حافظہ۔ ذہانت
باصرہ۔ سامعہ توانائی۔ کل جسمانی قوتوں کا یہی حال ہے اور اب یہ بات
عام طور پر مان لی گئی ہے کہ روح کی توانائی جسم کی توانائی پر موقوف ہے جسم
ضعیف روح قوی کا حامل ہو نہیں سکتا اور سرکاری مدارس میں اسی مصلحت
سے لائنٹینس اور فٹ بال اور دوسرے کھیلوں کی ریاضتیں لازمی قرار
دی گئی ہیں تاکہ طلبہ پاق چوبند چونچال رہیں اس اصول کے مطابق اس قوت
کا یہی جو زیر بحث ہے یہی حال ہونا چاہیے مگر کثرت استعمال نے بے جا

زیادتی تو رہی درکنار سکر سے قوت ہی کو کمالات انسانی کی فہرست ہے
 قاج کر دیا ہے شاید حیا دار شخص یہ چاہتے ہیں کہ لوگ عینین پیدا ہوں تو وہ
 معنویہ بعقل بھی ہوں گے اور ایسا ہی دیکھا بھی گیا ہے پس جب یہ قوت فطری
 ہونے کی وجہ سے قبیح نہ ٹھہری بلکہ جو اس قوت سے محروم ہو وہ انسان
 ناقص سمجھا جائے تو اس کے مودعات اور مودعات کیوں قبیح ہونے لگے
 یعنی مثلاً محل استعمال قوت کا حسن صورت کہ وہ ہمیشہ بریں نیست کہ مذاق
 قوی کے مطابق قوت کو ہجان لانے والا ہے۔ شباب کو بھی ہم حسن صورت
 کی ایک ادا سمجھتے ہیں ۵

شاید آں نیست کہ موئے دمیائے دارد

بندہ طلعت آئیم کہ آنے دارد

کچھ حسن صورت پر موقوف نہیں کہ کسی وجہ سے مرد عورتوں کی طرف
 رغبت کرتے ہوں اور وہی چند در چند باتیں ہیں جو مردوں کو مرغوب ہیں کوئی
 ہنرمند کو پسند کرتا ہے کوئی دیندار کو۔ کوئی خدمت گزار اور اطاعت شمار
 کو کوئی اچھے فائدہ ان کو کوئی مال دار کو جو بہت سارا جہیز لائے اور ساس
 سکر اس قدر خوش حال ہوں کہ بیٹی کو معقول آمدنی جہیز میں دیدیں تو اندھا کیا
 چاہے دو آنکھیں۔ کوئی بھی پڑھی کو۔ آجمل کے انگریزی خواں ایسی بے تکلف
 کو جو تہذیب النساء میں شوہر کے لیے اشتہار دے انتخاب شوہر سے
 پہلے جو مانگے اس کو اپنا نوٹو بہی دے اس کے اندر رونی حالات پر پہچے
 جائیں تو اپنا کچا چٹھا کہو لگا آگے کہہ دے یعنی اڑ کہ مردوں کو پوچھتی پھرے
 کوئی اولاد کے لیے بی بی کرتا ہے اور اسی سے عورت کی غرض غایت کو
 ٹھیک سمجھا ہے۔ غرض شخصی ضرورتیں شخصی مذاق بہتیرے ہیں شکی مجھ سے

مرد عورتوں پر گرتے ہیں اب ہم کو دیکھنا چاہیے کہ ہمیں یوں سے پیغمبر صاحب کی کوشی غرض متعلق ہو سکتی تھی۔ چونکہ وہ بشر تھے اور بشر ہی کامل القوائے اور خود بخار سے کہتے تھے۔ انا بشر مثلكم اور لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب۔ لا اقول لکم انی ملک تو ذکر کو انات کی طرف مائل ہو نہیں عام جائزہ جوہ جو اوردوں کی طرف منسوب ہو سکتی ہیں پیغمبر صاحب کی طرف بھی منسوب کی جا سکتی ہیں بے اس کے کہ ان کی شان پیغمبری میں فراسلہ بھی ضعف آئے یہ کچھ انوکھے پیغمبر تو نہ تھے مانتے بدعا من الرسل ان سے پہلے بھی پیغمبر آئے منہم من نقضنا علیک منہم من لم نقص علیک اور وہ سب صنف بشری سے تھے اور ستہ ضروریہ کے بدون ترکیب عنہری کو باقی نہیں کہہ سکتے تھے یا کاون الطعام و میثون فے انا سواق تو اس ایک قوت تشککنا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ نے یہاں قصور کیا ہے کہ اس کی عمل میں لانا مستلزم کسر شان پیغمبری ہو۔ و داعی نکاح جو ہتے اور پر گنوا۔ ہے ہیں

۱۰۔ کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں۔

۱۱۔ میں تم سے نہیں کہتا کہ میں نے پاس خدا کی سرکار کے خزانے میں اور نہ میں

غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے کہتا ہوں۔

۱۲۔ میں پیغمبروں میں کوئی انوکھا پیغمبر تو ہوں نہیں۔

۱۳۔ ان پیغمبروں میں سے بعض ایسے ہیں جن حالات ہم نے تم کو سنائے

اور ان میں بعض ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے تم کو نہیں سنائے۔

۱۴۔ وہ پیغمبر کہا نا بھی کہاتے تھے اور بانادوں میں مذہبی چلتے پھرتے تھے۔

۱۵۔ تاکہ تم کو ان کی طرف درجعت کرنے سے راحت ملے اور تم دیمال بنی امیہ پر

اور اخلاص پیدا کیا ہے۔

اس کے علاوہ پیغمبر صاحب میں اشاعت اسلام کا ایک داعیہ خاص ہی تھا تاہم داعی پر غالب وہ دین تو حید لیکر آئے تمام ادیان مروجہ کے مخالفت اور بیکر آئے ایسے لوگوں میں جن کو بھلنا ہوتا ہے وہ نہیں گئی تھی وہ چھوٹے کے ساتھ جمالی گلوچ اور مار کٹائی پر اتر پڑتے صبر و تحمل کی یہی ایک حدوتی ہے مگر کرتے کیا ایک طرف خدا کہتا ہے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من دینک وان لم تفعل فلما بلقت رسالتہ اور یہی پارس نہیں دوسری جگہ فرماتا ہے وگو تقول علینا بعضنا لا قال بل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطنا منہ الیومین فما منک من احد عنہ حاجزین۔ دوسری طرف جو ہے خون کا پیاسا ہی اور اگر دیکھتے ہیں من الناس اور صاحب و ما صبرک الا بالله ولا تحزن علیہم ولا تات فی ضیق مما یمکون کی تقویت اور حفاظت نہوتی تو رسالت کی میل ایک گھڑی ہی منڈ ہے چڑھنے والی نہ تھی مگر صداقت کے بھروسے پر

سلا اس پیغمبر جو احکام انہیں تھا کہ پر دروگاہ کی طرف سے نازل ہوئے ہیں دیکھو کہ اس وقت لوگوں کو سمجھا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو دیکھا جائیگا کہ تم نے خدا کا پیغام رہی لوگوں کو نہ پہنچایا ۱۲

سلا اور اگر دیکھیں کہ برہمستی کوئی بات ہمارے سر چھپکتا تو ہم نے دغوبوں کی طرح اس کا دھنا ہاتھ پکڑ کر اس کی گردن اڑادی ہوتی اور تم میں کوئی بھی ہم کو اس سے روک نہ سکتا۔

سلا اور اگر تم کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔ اور اسے پیغمبر تم مخالفوں کی ایذاؤں پر صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تم صبر کری نہیں سکتے اور ان مخالفوں کے حلال پر افسوس کرو اور یہ لوگ جو تمہاری مخالفت میں تہ صبر کریا کرتے ہیں اس سے تشکیل نہ ہو ۱۳۔

پیغمبر صاحب تیرہ ہوس تمام آفتیں بھگتے رہے یہاں تک کہ مجبور
 ہو گئے تھے۔ اور مدینے میں جا کر پناہ لی اتنی کیسے دل میں کہ یہ
 کچھ سن سمجھ کر ہی اسلام پر نہیں پہنچتے۔ لوگ بیبیاں کرنے میں جو اعتراض
 مد نظر رکھتے ہوں۔ ہمارا دل تو گواہی دیتا ہے اور ہمارا دل کیا گواہی دیتا ہے
 ہر ایک منصف دل گواہی دے گا کہ پیغمبر صاحب نے جرنی بی کی اسلام
 کا مفاد مد نظر رکھ کر کسی نفسی خواہش اور کیا حسن و جمال اور کسی دولت
 اور کو اسلام کے آگے سب بچھڑا ہوا ہم اسکی ضرورت تو سمجھتے
 نہیں کہ منافکت کو خلاف شان پیغمبری سمجھ کر پیغمبر صاحب میں فقہان قوت
 کے قائل ہوں۔ ایسا سمجھنا ان کے کمال انسانیت کو بڑھ لگانا ہے۔ پس سچی
 اور سیدھی بات یہ ہے کہ پیغمبر صاحب کی منافکت میں اس قوت کو ہی
 داخل ضرورت تھا مگر اسلام کی وہن کے آگے پیغمبر صاحب کی تمام بشری خواہشیں
 بشری اغراض مغلوب تھیں۔ ہر نکاح میں اول اور اقدم اسلام اور اسلام
 کی رو بہن میں دوسری اغراض اور یہی وجہ مکثیر ازواج کی بھی ہوئی کہ ناداوی کے
 دباؤ سے سارے سنسراں قبیلے کو جھکنا پڑتا ہے اور اسی کی اسلام کی
 اشاعت کے لئے بڑی ضرورت تھی۔ یہاں تک کہ جب اسلام کو خد لے
 غلبہ یا اور اعران و انصار کے ہم پونچانے کی ضرورت نہ ہی لڑا جھل لک
 النساء من بعد سے مکثیر کو روک دیا۔ غرض ہم تو پیغمبر صاحب کے حکموں
 میں کسی طرح کی اخلاقی برائی پاتے نہیں۔ یہ بات کہ اشاعت اسلام کے
 آگے پیغمبر صاحب کی تمام بشری خواہشیں مغلوب تھیں اس کی ہمارے پاس
 بہت سی دلائل ہیں۔ از انجملہ یہ کہ پیغمبری کے پہلے سے پیغمبر صاحب بالطن

۱۰۔ دسویں پیغمبر اس وقت کے بعد سے دوسری عورتیں متکدورت نہیں ۱۱۔

بت پرستی سے نفور تھے اور اپنی قوم اپنے اہل وطن بلکہ تمام لوگوں کو
مبتلائے گمراہی دیکھ کر بہت ہی سبکدوش رہتے تھے ان کو اس فکر میں
کہا نا پینا سونا ملنا جلنا کوئی چیز پہلی نہیں معلوم ہوتی تھی بس یہ اُن کے
اخلاق کا اصل الاصول ہے قلبیہ اسلام کے ساتھ اس فکر کی شان تو
بدری گار مرتے دم تک ہے اسی فکر میں ٹھہر رہے

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
غم کے جانے کا بہت ماتم رہا

ہم اس مرد کا ٹھیک اندازہ کر نہیں سکتے جو ان کو اپنا لئے جس کا تہا پیغمبر
کے قریب قریب وہ باطل عزت پسند ہو گئے تھے اکیلے فاحرا میں بیٹھے خدا
کا دیوانہ کرتے بلکہ ایک مرتبہ بالوسی کی حالت میں پہاڑ پر سے گر کر اپنی جان
تک گنوا دینے کا ارادہ کیا تھا۔ اسی حالت پر قیاس کر لو کہ جس شخص کے ایسے
خیالات ہوں اس کو نفسانی خواہشیں کہاں تک لگا سکتی ہیں عرب بھی
گرم ملک کے رہنے والے جہاں مرد اور عورت دونوں سر سے باغ ہو جاتا
ہیں اول درجے کے شریف و نسب جو ان خوش رو نیک نام پیغمبر صفت
موصوف یہ تو اگر چہ وہاں طلب کرتے کئے کے بڑے بڑے رئیس بچوں
اپنی بیٹیاں ان سے زیادہ دیتے مگر ان کو مذہبی استغراق میں ایسی باتوں کا
خیال ہی نہ تھا پیغمبر صاحب تو یتیم پیدا ہوئے تھے شروع دادا حمید المطلب
کے کنارہ عاطفت میں پرورش پائی اور ان کے انتقال کے بعد چچا ابو طالب
کے گھات کرتے رہے۔ قرین خانہ کعبہ کی تولد کی وجہ سے تمام قبائل
عرب کے رئیس تھے اور قبیلہ قریش کے رئیس کا بوا عن کاہرا
پیغمبر صاحب کے آبا و اجداد

باوجود سخت مذہبی مخالفت اور پردہ فاش کے پہلے عبدالمطلب ^{المطلب} کے بعد ابوطالب کی حمایت کی وجہ سے پیغمبر صاحب دشمنوں کی دست درازگی سے بہت کچھ محفوظ رہے مگر وہ لوگ اس ٹوہ میں تھے کہ کسی ٹہب سے دادا اور چچا ان سے دست بردار ہو جائیں تو پہر چٹکی بجاتے ہیں اس آئے دن کے جھگڑے کا تیا پانچا کر دیں یہ دل میں شان اور جع ہو کر ابوطالب پاس گئے اور ان سے جا کر کہا کہ آپ کو تو کچھ خبر نہیں ہوتی آپکے بہتیجے نے ہم سب کا تاک میں م کر رہا ہے اُس کو ایک نئے دین کا غلط اُچھلا ہے۔ سر بازار اور گلی کوچوں میں ہمارے مذہب کی توہین بزرگوں کی تحیق کرتا پہرتا ہے ہم آپ کے لحاظ سے لہو کے سے گھونٹ پیکر رہ جاتے ہیں آپ اُسکو ہمارے سامنے بلا کر پوچھئے تو یہی کہ آخر یہ چاہتا کیا ہے اگر ریاست کی ہو کس ہے تو ہم سب اس بھر سے محسوس ہو گیا ہے اہنا بادشاہ کر لیتے ہیں اگر دولت درکار ہے تو جتنا کہ چمچہ جع کر دیں کہ یہ امیرالامرا ہو جائے اگر خوبصورت عورت چاہئے تو قریشی عمدتیں حسن میں شہرہ آفاق ہیں جس کو پسند کرے اس کو اس سے بیاہ دیں اور اگر اس کا دل اٹ گیا ہے تو طیب سے سیانے سے اس کا علاج کرائیں اور اگر کسی صورت سے راضی نہ ہو تو آپ اپنے دین تباہی کی خاطر اس پر سے اپنا ہاتھ اٹھائیں۔ پہر ہم اس سے سمجھ لیں گے یا یہی نہ ہو گا یا ہم نہ ہوں گے

ابوطالب نے پیغمبر صاحب کو سب کے روبرو بلا کر کہا کہ بہتیجے! یہ سب جھلے جھلے آدھی تم سے چیک معقولی درخواست کرتے ہیں تم سچ سمجھ کر ان کو جواب دو۔ پیغمبر صاحب نے پوچھا کہ اس کے لئے ایسا خیال کیا کہ شاید چچا

جھکو جواب دیتے ہیں یہ سمجھکر ان کو اپنی نیکی پر اذنا آیا۔ مگر کہا تو یہ کہا کہ یہ لوگ
 جھکو کیا لالچ دکھاتے ہیں اگر چاند سورج کو بھی سیری گو دین لایا بیٹھائیں میں
 اپنے ارادے سے باز آنے والا نہیں۔ یہ حکایت ہم نے اس غرض
 سے بیان کی کہ اگر پیغمبر صاحب کو بی بی کی خواہش ہوتی تو اس سے بہتر اور
 کون سا موقع ہو سکتا تھا مگر ان کو اس کے بجائے ہی نہ تھی انکا نکاح پہلا خدیجہ
 الکبریٰ سے ہوا۔ ان کی خواہش تنگاری سے نہیں بلکہ خدیجہ الکبریٰ نے
 خود پیام دیا۔ نکاح کے وقت پیغمبر صاحب کی عمر ۲۵ برس کی تھی اور خدیجہ
 الکبریٰ کی ۴۰ برس کی علاوہ بریں خدیجہ الکبریٰ سے پیغمبر صاحب کی پہلی
 بی بی تھیں اور پیغمبر صاحب خدیجہ کے تیسرے شوہر۔ ان کے پہلے شوہر
 ابو ہالہ اور دو سر عقبتی ان کو بیوہ چھوڑ کر مر گئے تھے اس حکایت سے
 کام کی کئی باتیں مستنبط ہوتی ہیں سب سے پہلے یہ کہ نفسانی خواہش پیغمبر صاحب
 کو خدیجہ سے نکاح کرنے کی محرک نہیں ہوئی ورنہ وہ اپنے سے پندرہ
 برس بڑی بیوہ صاحب اولاد کو نہ کرتے بلکہ خدیجہ میں چند در چند خفیتیں
 تھیں۔ سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت ان کے مذہبی خیالات تھے۔ ان کے
 تفصیلی حالات پیغمبر صاحب کی دوسری بیبیوں کی طرح ان ہی کے بیان
 خاص میں لکھیں گے جب عنفوان شباب میں پیغمبر صاحب نے نفسانی
 خواہش کی پروا نہ کی۔ تو بعد کے نکاحوں میں جبکہ یونانیوں نے عمروں کو باخطاط تھی
 اور اسلامی تردوات رد باز دیا دیکھ کر کہہ سکتے تھے پیغمبر صاحب کے مزاج
 میں حیا کی مندرجہ غایت تھی انبیاء من الایمان اور اس کی
 وجہ سے وہ تکثیر ناز و اپرتاوری نہ تھے ایک دفعہ کا مذکور ہے کہ کعبہ

آتش اتفاقی سے جل کر سار ہو گیا تھا قریش نے جمع ہو کر از سر نو اس کو بنانا شروع کیا تو ہر شخص کا رٹو اب بھگ کر اس کی تعمیر میں جو جس سے بن پڑا تھا خدمت کرتا تھا یہاں تک کہ مال سالانہ ہوں پر ڈھوڑ ہو کر پہنچا ہے تھکان میں پیغمبر صاحب کے چچا عباس ہی تھکتے میں پیغمبر صاحب ہی آنکھ اور لگے کندھے پر پتھر ڈھونے اس وقت پیغمبر صاحب کی عمر ۱۳ برس کی رہی ہوگی اور عرب میں اتنی عمر کے اسکے ستر عورت بہت کم کیا کرتے تھے عباس نے جوان کو کندھے پر پتھر لاتے دیکھا انکا تہہ کھول گندنی بنا کر کندھے پر رکھ دیا کہ اس پر تہہ رکھو نہیں کندھا چیل جائے گا تہہ کا کہو لٹا تھا کہ یہ مارے حیا کے غش کہا کر پڑے تہہ پر ستر باندھ دیا تب ان کو ہوش آیا پھر آخر عمر تک یہی حال رہا کہ عورتیں بیعت کرنے آتیں تو ان کو ددری سے کہہ دیتے کہ جاؤ تمہاری بیعت ہوگی غرض کسی اجنبی عورت کا ہاتھ تک نہیں چھوا ہم نے اب تک پیغمبر صاحب کی تمثیل ازدواج کی بابت جو کچھ کہا پیغمبر صاحب کی طرف سے کہا کہ ان کی مناکحت میں غرض اولین پاسداری اسلام ہوتی تھی اور علی سمیل التزیل غرض ثانوی کے طور پر اس میں شائبہ خواہش نفسانی کا بھی ہوتا جو نگہ خواہش نفسانی فطری اور خدا داد اور بقائے نوع انسان کا سبب ظاہر ہے اور اسی وجہ سے کوئی فرد بشر اس سے برتری نہیں تو پیغمبر صاحب میں اس خواہش کے ہونے سے ان کی شان پیغمبری میں کسی طرح ضعف اور فتور نہیں آتا بلکہ اس خواہش کا فقدان نقصان بشریت ہے اور پیغمبر کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے یہ سبب کچھ سی مگر کلام سے وزن و دشوہر دو شخصوں کے حقوق متعلق ہوتے ہیں تو ہم کو اہمات المؤمنین

کے لحاظ سے بھی پیغمبر صاحب کے نکاحوں پر نظر کرتی چاہیئے۔

عرب کے رسم و رواج نے تو عورتوں کے تمام حقوق پامال ہی کر دیے تھے کہ عورت مرد سے کسی حق کا مطالبہ بھی نہیں کر سکتی تھی مگر اسلام نے لہن مثل الذی علیہن بالمعرف سے اور تکثیر ازدواج کی صورت میں عدل کی شرط سے عورتوں کو حقدار ٹھہرایا۔ دیکھنا یہ ہے کہ پیغمبر صاحب اپنی ازدواج میں کہاں تک شرط عدل کا ایفا کرتے تھے۔

سیر کی تمام کتابیں بالا جماع گواہی دیتی ہیں کہ پیغمبر صاحب نے انہماک المومنین میں بالمساوات دن تقسیم کر رکھے تھے جس دن جس کی باری ہوتی اس کے یہاں شب باش ہوتے۔ سفر میں کسی کو ساتھ لیجا تا ہوتا تو قرعہ ڈالتے غرض سفر میں حضر میں کسی حالت میں مساوات کے قاعدے کا نقص نہیں کیا۔ جس دن مرض الموت میں علیل ہوئے زینب بی بی کی باری تھی اس خیال سے کہ ام المومنین عائشہ کے گھر میں تیمارداری اچھی ہوگی اور ان کے والد ابو بکرؓ جو پیغمبر صاحب کے مشیر خاص تھے بیٹی کے گھر پر آمد و شد کر سکیں گے سب بیبیوں کی اجازت سے عائشہؓ کے گھر بیماری کے دن کاٹنے چلے گئے اور دوسری بات یہ ہے کہ امہات المومنین کو عام بیبیوں پر قیاس کرنا ہی ٹھیک نہیں بلکہ انسان النبی مستحق کا حیل من النساء ہے فلک پیغمبر صاحب کی بیبیاں پیغمبر تو نہ تھیں اور کسی کوئی حوت نبی نہیں ہوئی مگر مردوں میں جو شرف پیغمبر صاحب کو حاصل تھا۔ عورتوں میں شرف ہم بستی پیغمبر کو بھی اسی کے لگ بھگ سمجھو۔ الطہیت الطہیت الطہیت

۱۔ پیغمبر کی بیبیوں کو عام عورتوں کی طرح تو پوچھ نہیں ۱۱

۲۔ پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہوتی ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں

لطیبت دنیا کی نظروں میں داؤد واجہ! مہتہ صبر کیا کچھ تہوڑا شرف ہے۔
 جس طرح پیغمبر صاحب اسلام کے آگے کسی دنیاوی خواہش کی چنداں پرواہ
 نہیں کرتے تھے یہی حال کل امہات المؤمنین کا تھا کہ پیغمبر صاحب کی ہم سبزی
 کے آگے ان کی سب خواہشیں مغلوب تھیں عورتوں کو نان و نفقہ کی بڑی
 طمع ہوتی ہے تو امہات المؤمنین سب کی سب خوشی کیساتھ فقر و فاقہ
 میں بسر کرتی تھیں پیغمبر صاحب نے صاف لفظوں میں ان سب کو یہ یاد دہایا
 اِنَّ كُنْتُمْ تَرَوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَذٰلِیْہَا فَتَعَالٰی اُمْتَعْنُوْا وَاَسْرَحْکُمْ بِرِیْغِهَا
 جمیل روان کنت ترون اللہ در سولہ والداد لا خوة فان اللہ احد
 للحسنت من کن اجوا عظیماہ

روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر صاحب نے عائشہؓ کی نو عمری
 کی وجہ سے ان سے کہا تھا کہ دو ٹوک جواب دینے سے پہلے تم اپنے
 باپ سے رائے لے لینا۔ عائشہؓ نے چھوٹے ہی کہا کہ باپ سے صلاح
 لینے کی کچھ ضرورت نہیں میں خدا رسول اور وار آخرت کی زوجیت کی کس قدر
 عظمت کرتی تھیں ام المؤمنین سو وہ عمر سے اُتری ہوئی تھیں ان کو از خود خیال تھا
 کہ کہیں پیغمبر صاحب مجھ کو چھوڑ نہ دیں انہوں نے خوشی راضی سے عائشہؓ
 کو اپنی باری دے دی اور پیغمبر صاحب سے کہا کہ مجھ کو اسی قدر پس کر تا ہوں

۱۵۔ او پیغمبرؐ کی بیبیاں (ادب و تکویم میں) ان کی ماٹیں ہیں ۱۱
 ۱۵۔ کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کے ساز و سامان کی طلب گار ہو تو آؤ میں تمہیں دکھا
 دے دلا کر خوش اسلوبی سے رخصت کر دوں اور اگر تم خدا اور اس کے رسول
 اور ماقبت کے گہر کی خواہاں ہو تو تم میں سے جو نیک کار ہیں ان کے لئے اللہ نے
 درجے اچھے اجر تیار کر رکھے ہیں ۱۱

کہ میں قیامت میں آپ کی بی بی کہہ کر پچاری جاؤں ۴

ہم پیغمبر صاحب کو تمام لوازمِ خاصہ بشریت کے ساتھ بشر مانتے ہیں اور وہ خود اس کے معترف تھے ہاں جو بات تفتیشِ حالات سے ہم کو ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب اور اہلِ امت المؤمنین فریقین کو نکاح میں مذہبی غرض زیادہ تر مقصود تھی پیغمبر صاحب کو اسلام کی تقویت اور اہلِ امت المؤمنین کو شرفِ ہم بستری پیغمبر دنیاوی اعتبار سے بھی کیا کوئی عزت اس غرۃ کو پاسکتی ہے کہ پیغمبر صاحب کی بیبیاں ادب اور تعظیم کی رو سے تمام امت کی مائیں تہہ لراپائیں کسی اور عورت کو بھی یہ رتبہ حاصل ہوا ہے۔ عورتیں بالطبع کہانا پینا خوشحال گہر ڈھونڈھا کرتی ہیں۔ سو پیغمبر صاحب کو تو خوش حالی ساری عمر نصیب ہی نہیں ہوئی اور ہوتی کہاں سے باپ کو تو آنکھ کھول کے دیکھا تک نہیں ادا اس کے یتیم پوتے کو پالا تو خیر ان کے وقت میں خدا نے ننگا۔ بھوکا نہیں رکھا۔ دادا کے مرے پیچھے چچا ابو طالب نے دست گیری کی تو وہ خود قرضدار اور کثیر العیال تھے۔ ام المؤمنین خدیجہ کے تعلق سے پیغمبر صاحب کی خوش حالی کا آغاز بھروسہ تو مذہبی مخالفت کی وجہ سے قریش نے ان کو اور ان کے طرفداروں کو شہرِ اہلِ طالب میں نظر بند کر دیا براہِ راضی سے قانع۔ کہانا پینا موقوف۔ لبن دین بند۔ میل جول متروک۔ تو ایسی حالت میں خیالی خوش حالی یکایک دے سکتی تھی۔ ہجرت کے بعد سے خیال ہو سکتا ہے کہ مدینے میں مردوں سے فتوحات ہونے لگی ہوگی تو فتوحات کا حال یہ ہے کہ زکوٰۃ کو ادا صدقات

کہ پیغمبر صاحب نے نہ صرف اپنے اوپر بلکہ تمام بنی ہاشم پر حرام کر رکھا تھا اور ان کو لوگوں کے مال کا میل اور ان کے لینے کو دلیل بے غیرتی فرماتے

ہاں غنیمت کی ایک رقم تھی جس سے خوش حالی کی توقع کی جاسکتی تھی تو عرب کا دستور تھا کہ لڑائی میں جو لوٹ کا مال ہاتھ آتا اس کا چوتھائی فریق غالب کے سردار کا حق ہوتا اور تین چوتھائی لشکر کا۔ پیغمبر صاحب نے چوتھائی کو گھٹا کر پانچواں کر دیا۔ اور پانچویں میں ایک انار اور صد میہار و اعلیٰ و انما غنمتہ من شئ فان لله خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتہ والمساکین وابن السبیل۔ ایک دفعہ کانز کو یہ کہ حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ پیغمبر صاحب کے پاس غنیمت میں کچھ اونٹیاں آئی ہیں آپ نے حضرت فاطمہ الزہراءؓ کو باخبر دی کہ تو شکایت کیا کرتی ہو کہ بچی پیتے پیتے میرے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے ہیں اور گھر کے کام کاج سے مجھ کو اتنی ذمہ داری نہیں ملتی کہ بچوں کی خبر لوں۔ ایسے میں جا کر اپنے والد صاحب سے ایک لونڈی مانگ لاؤ فاطمہؓ نہیں اور ان کو پیغمبر صاحب کی عادت معلوم تھی کہ وہ مہاجر مسلمانوں کی تکلیف کے آگے اپنی اور اپنے قراہمنوں کی تکلیف کی پروا نہیں کرتے ہچکچاتی ہوئی پیغمبر صاحب کے پاس تشریف لے گئیں۔ اتفاق سے اس وقت پیغمبر صاحب گھر تشریف نہیں رکھتے تھے انہوں نے ام المومنین بی بی عائشہؓ سے اپنا واقعہ بیان کیا اور چلتے وقت کہتی گئیں کہ پیغمبر صاحب کو میرا آنا اور یہ واقعہ یاد دلانا پیغمبر صاحب تشریف لائے تو حضرت عائشہؓ نے بی بی فاطمہ الزہراءؓ کے آنے اور آنے کی ضرورت بیان کی *

۱۷ اور مسلمانوں! جان رکھو کہ جو چیز تم (لڑائی میں) لوٹ کر لاؤ اس کا پانچواں حصہ

خدا اور رسول کا اور رسول کے اقرباء و اولاد کا اور یتیموں کا اور محتاجوں کا

اور شافعیوں کا ۱۲

پیغمبر صاحب بھی فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور اس وقت یہ دونوں میاں بی بی سونے ہی کو تھے انہوں نے پیغمبر صاحب کی آہٹ پائی تو لگے کھڑے ہوئے۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا: بیٹا لیٹے رہو۔ چنانچہ آپ بی بی فاطمہؓ اور حضرت علیؓ دونوں کے بچ میں جا بیٹھے اور فرمانے لگے کہ تم نے جس چیز کی مجھ سے درخواست کی ہے اس سے بہتر ایک چیز تمہیں بتاتا ہوں وہ یہ کہ جب تم دونوں میاں بی بی سونے کے لیے پچھونے پر آیا کرو تو ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۳ دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ یہ عمل تمہارے لیے خادم سے بہت بہتر ہے تو یہہ نہیں کہ پیغمبر صاحب کو خوشحالی ہونے کے مواقع نہ تھے۔ مواقع تو بہت تھے مگر وہ آپ خوشحال زندگی بسر کرنا نہیں چاہتے تھے بلکہ اپنے خاندان کے حق میں خدا سے دعا کیا کرتے تھے اللہم! اجعل رزق ابی محمد کفافاً پیغمبر صاحب کی بڑی خوشحالی اگر اس کو خوشحال سمجھا جائے یہ تھی کہ خیبر بے لڑے بہتر فتح ہو گیا تھا وہاں کا خراج دستور کے موافق بلا شرکت غیرے خاص پیغمبر صاحب کا حق تھا خیبر سے جو موٹا چوٹا ناناچ از قسم جو وغیرہ برس کے بعد آتا وہ امہات المؤمنین میں علیؓ الشویہ تقسیم کیا جاتا اور ایسی تنگی گزارا کرتے ہوتے تھے تنگی پر تنگی یہ تھی کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ تنگی کی شکایت کرے ایک روز تنگی رزق سے تنگ آکر امہات المؤمنین نے پیغمبر صاحب سے فریاد کی تو پیغمبر صاحب روٹ کر سب کے چوڑ دینے پر آمادہ ہو گئے وہی مثل ہوئی کہ نماز معاف کرانے کے روزے سب گھٹ پیغمبر صاحب کو روٹھا دیکھ کر ابو بکرؓ نے مانتہ تنگی اور عمرؓ نے حضرت کی لے خداوند اعظم کی اہل جہاں کو اتنی روٹی بے حسرت اور مرگ بگناہ نہ رہا

باپ ہونے کی حیثیت سے خوب خوب گوشمالی کی اور تنگی پر گزر کی صورت
 یہ تھی کہ کسی نے عائشہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کیا چھاننا چھوڑنا
 جیسے جو آئے پیسے بھوسی پہونک مار کر اڑادی آٹا گوندھا پکایا کھایا یہ
 روٹی ہوتی تھی اور سالن نعشہ لادم الخل ان لوگوں نے غالب غذا
 کجوریں کہائیں اور پانی سے اوتار لیں یہ تھی پیغمبر صاحب کی زندگی
 ان وقتوں میں جب وہ قریب قریب تمام جزیرہ عرب کے بادشاہ تھے
 اس زہد اور اس اثار میں اگر وہ سچے پیغمبر نہ تھے تو پیغمبری باتیں ہی
 باتیں ہیں پیغمبر صاحب کے حالات عسرت و ضیق عیش کہہ مدہ دوست و
 دشمن سب کو معلوم تھے اس پر بھی امہات المؤمنین نے کیوں پیغمبر صاحب
 کی زوجیت میں آنا اور رہنا قبول کیا اسکی وجہ شرف ہم بستری کے کھانے
 اور کچھ سمجھ میں آتی نہیں ہو سکتی تھی یہی نہیں سوکنوں کی باہمی کٹا چنی معمولی اور
 ضروری بات ہے اور کٹا چنی ہوتی ہے تو اغراض خسیہ نیوی کی وجہ سے
 اور چونکہ امہات المؤمنین کے حالات میں اس طرح کی بیہودگیوں کا کہیں منکور
 نہیں یہی اس بات کی کافی دلیل ہے کہ امہات المؤمنین کو نہ ہی شرف
 کے آگے دنیوی تبذل اور چھوٹی اغراض پر نظری نہ تھی ورنہ خاندانی
 کے ہمدقت کے گڑے جھگڑے پیغمبر صاحب کو اس قدر پریشان کیے
 رہتے کہ وہ مقصد اہم اشاعت اسلام کی طرف توجہ کرنے کی مطلق فرصت
 نہ پاتے تو انہیں غلیس اس سے پہلے کہ ہم فرادی ایک ایک ام المؤمنین
 کے ساتھ پیغمبر صاحب کے نکاح کے حالات تکھم طیں یہ مناسب بلکہ ضروری
 معلوم ہوتا ہے کہ شرافت خاندانی کی رو سے پیغمبر صاحب کا تعارف کرایا
 لہذا مفسران یہ کہہ رہے ہیں

جائے تاکہ معلوم ہو کہ پیغمبر صاحب کا خاندان کا براہِ راعن کا برا کیا معزز کیا
 باوقار خاندان تھا اس مطلب کے لیے ہم آگے چل کر پیغمبر صاحب کا شجر
 نسب نقل کیے دیتے ہیں اس کے بعد سلسلے کی کڑیوں میں سے مقام
 خاص کڑیوں کی نسبت مناسب مقام پر کچھ تشریح بھی کریں گے شجر
 نظر کرتے وقت یہ بات پیش نہاد قاطر ہے کہ اقوام روزگار میں اہل عرب
 کو نسب پر بڑا ناز تھا۔ اھلکم النکاثر حشہ ذوقہ الملقایہ لوگوں کو داد دینا
 سکڑ داد اسے اوپر کے نام معلوم نہیں رہتے اور عرب میں دس دس
 پندرہ پندرہ پشتوں کے نام بچے بچے کو نوک زبان رہتے تھے اور یہ بات
 عربی وادین اور حدیث اور سیر کی کتابوں سے بخوبی ثابت ہوتی ہے۔
 معلوم ہوتا ہے کہ نسب پر گمنڈ کرنا بھی ایک حد تک انسان کی جبلت ہے
 اور عرب میں تو انسان سے گزر کر کھجوروں اور اونٹوں تک کے نسب نامے
 محفوظ رہتے تھے اور عجیب نہیں اب تک بھی ہوں۔ نباتات اور حیوانات
 میں بھی اصالت کا اثر دیکھا جاتا ہے۔

گندم از گندم بر دید جزو جو

دامن کوہ ہمالیہ میں دیرہ دون کا مشہور منہ ہے اس میں سرکار کی
 طرف سے عمدہ سائڈ گھوڑے چھوٹے ہوئے ہیں ان سے توپانوں
 کے لیے نسل لی جاتی ہے اسی خیال سے ہم نے اس وقت اس نسب
 نامے کو لیا جس سے ضرورت پڑتی ہو تو کتاب کے ایسے شریف خاندان کا کوئی
 علوتاً ممکن نہیں کہ کسی طرح کی بد وضعی سے اپنے بزرگوں کے نام کو بٹ
 لگائے اور خود پیغمبر صلعم تو اپنی ذات سے ایسے نیک خصلت تھے
 کہ محمد امین کہے جاتے تھے۔ یعنی لوگوں نے غالب صفت امین کو جزو

نام قرار دے لیا تھا اب دیکھنا چاہیے کہ شرافت کا معیار کیا ہے خصائل
 حمیدہ مکارم اخلاق۔ ہم نے اپنی کتاب اجتہاد میں ثابت کیا ہے کہ دین و
 مذہب کی اصل الاصول ہے خدا کو ماننا پہر مانے پیچھے اس کی مرضی معلوم
 کرنا وہ ہم بندوں سے کیا چاہتا ہے پھر اس کی مرضی معلوم کیے پیچھے اس پر
 کار بند ہونا اسی کتاب میں ہم نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ خدا کو ماننا اور اس کی
 مرضی معلوم کرنا دونوں باتیں ہمارے لئے فطری ہیں یعنی ہماری فطرت متقاضی
 تھی کہ ہم چار دہا چار خدا کو مانیں۔ اور وہی فطرت ہم کو اس کی مرضی معلوم
 کرنے کی طرف مائل کرتی ہے فطرت کی بنا پر ہم اس مقصد پر پہنچے کہ خدا
 یہ چاہتا ہے کہ کارخانہ عالم کی کل کو جس طرح پر اس نے اپنی حکمت بالغہ
 سے چلا دیا ہے امن و عافیت کے ساتھ چلنے دیا جائے اس کی آفتا
 میں کسی طرح کی رکاوٹ نہ ہو۔ کلوں میں تیل کام میں لایا جاتا ہے تاکہ ہرزے
 آسانی سے چلتے رہیں کارخانہ عالم کی کل کا تیل ہے دین و مذہب اور دین
 و مذہب کی غرض و غایت ہے امن و عافیت۔ غرض مذہب کے جتنے احکام
 از قبیل مقتدرات و عبادات و معاملات ہیں۔ سب کسب دنیا میں امن و عافیت
 کے قایم کرنے کے لیے ہیں۔ اور چونکہ معتقدات اور عبادات سے بھی مقصود
 اصلی معاملات کی درستی ہے۔ اس رو سے مکارم اخلاق اصل میں سے
 ٹھہرے کیونکہ مکارم اخلاق بیش بریں نیست کہ امن و عافیت اور درستی
 معاملات کا دستور العمل ہیں اور بس۔ مگر اس نکتے کو بہت ہی کم لوگ
 سمجھتے ہیں۔ اسے کاش لوگ مکارم اخلاق یا درستی معاملات باہمی کو اصل
 دین سمجھیں تو امن و عافیت میں بے انتہا افزایش ہو۔ اب جتنا کہہ اور
 جیسا کہہ امن ہے ہی حاکم وقت کے قانون اور ایک دوسرے کے فڈ سے

اور اسی لیے لوگ گرفت کا پہلو بچا ہی جاتے ہیں اور میرا نقص امن ہوتا رہتا ہے۔ لیکن اگر لوگوں کو اعتقاد ہو کہ ابقار امن و عافیت میں خدہ کی مرضی ہے اور خدا قادر مطلق اور دانائے نہاں آشکارا ہی ہے، تعلم خائنة الا عین وما تحفہ الصدس۔ اور اس نے آخرت کی پھر اسی مصلحت سے لگائی ہے کہ دنیا کی ناتامی کو پورا کرے تو سمجھیں کہ جو لوگ دنیا میں بوجہ من الوجہ نیکو کاری اور نیکو باخبر داری کے اجر سے محروم رہ گئے آخرت میں اپنے کیے کا خمیازہ بھگتیں گے۔ اب ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ تمدن میں آدمی کے معاملات باہمی گونا گوں اور متنوع ہوتے ہیں اسی طرح علی اختلاف الحالات اس کے اخلاق کہیں اس کو غصہ کرنا ہوتا ہے کہیں درگزر کہیں درستی کہیں نرمی کہیں ملاپ کہیں بھٹا۔ یہ اخلاق بظاہر ضد یکدیگر معلوم ہوتے ہیں۔ اور ان کو یکساں طور پر مقتضائے فطرت انسانی نہیں ہونا چاہیے۔ مگر نہیں ہر ایک خلق اپنے اپنے محل پر مقتضائے فطرت ہے۔ جن لوگوں نے فن اخلاق میں مستقل کتابیں لکھی ہیں انہوں نے جزئیات پر نظر کر کے اخلاق کی بڑی لمبی فہرست بنائی ہے ہم نے اپنی کتاب الحقوق والفرایض کے حصہ سوئم اخلاق میں تمام اخلاق کو اصل واحد حفظ نفس کی منہج قرار دیا تو حفظ نفس دو دو شکلوں میں وقوع پذیر ہوتا ہے

۱۱) جلب ملائم دافع ناملائم۔ جلب ملائم میں تمام انسانی خواہشیں داخل ہیں جن کا حصول آدمی کی اپنی عافیت کے لیے ضروری ہے دفع ناملائم میں وہ تدبیریں ہیں جو گزند کے روکنے کے لیے کرنی پڑتی ہیں یا

۱۲) خدا آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان ہییدوں کو نہی جو لوگوں کے میں سونٹیں کھینچتی ہیں

دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ سخاوت اور شجاعت انسان کے اخلاق یعنی مذہب کی دو بڑی قسمیں ہیں پہلی دوسروں کے لیے اور دوسری اپنے لیے اور ہر ایک کے ذیل میں بہت سی جزئیات ہیں مثلاً رحم اور تواضع کو ہم ایک طرح کی سخاوت کہیں گے اور کبر و ظلم کو شجاعت کے تحت میں رکھیں گے۔ باہمی تمیز بھی اعتبار ہی ہی ورنہ انسانی اخلاق ایسے ایک دوسرے سے مخلوط ہیں کہ اشتباہ بھی ہو جاتا ہے اس رو سے ہم سخاوت پر ہی شجاعت کا اخلاق کر سکتے ہیں۔ ایک مصنف نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ سخاوت اور شجاعت متم یکدیگر نہیں بلکہ لازم و ملزوم ہیں کہ جو بہادر جان کے دینے میں دریغ نہ کرے مال کے دینے میں بخل کر نہیں سکتا۔

خیر یہ تو مصنفوں کی موٹنگافیاں ہیں ہم کو اس جگہ اس سے غرض ہے کہ عرب کے لوگوں میں جو کچھ بھی خرابیاں رہی ہوں وہ بہادری اور وہاں نوازی میں سب سے پیش پیش تھے خصوصاً پینمبر صاحب کے اجداد اجداد۔ ان کی خصوصیت کی وجہ تھی خانہ کعبہ کی متوارث تولیت پہلے تولیت کعبہ کے معنی سمجھو کہ تولیت سے سقایت۔ رفاوت بجا بت بدوت۔ لوار قیادت یہی خدمتیں متعلق تھیں۔

چار ہزار برس کے لگ بھگ ہوئے آئے کہ ابراہیم علیہ السلام نے جن کو یہود اور نصاریٰ اور مسلمان کل اہل کتاب یکساں طور پر پیغمبر برحق مانتے ہیں اپنی بی بی ہاجرہ اور سرزند اکبر اسمعیل علیہ السلام کو جو ہاجرہ کے بطن سے تھے سرزمین مکہ میں لا کر بسایا۔ اس وقت شہر مکہ کا کہیں نام و نشان ہی نہ تھا سنگلاخ۔ پہاڑی زمین اجاڑ پڑی تھی وہیں

تمت

یہ ۷۲ صفحہ کا ادبی باہو اور سالہ جس آب و تاب سے شائع ہوتا ہے اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ تم نے دیکھا کہ ادب میں ایک دھوم مچا دی۔ سائنس فلسفہ ادب تاریخ وغیرہ پر ان منتخب اہل علم کے مضامین نکل رہے ہیں جو ملک و قوم کے واسطے بایں ناز میں بیٹھنے محمد اکرام صاحب میرٹھ لاء اور مولوی محمد عبدالرشید صاحب انگریزی کی ایڈیٹر نے جو نگ اس سال میں پیدا کیا ہے وہ دیکھنے کے متعلق ہے زبان اردو کی حمایت کے علاوہ تم نے اس کا مقصد اعلیٰ حقوق نسواں کی حفاظت ہے قیمت پچاس روپے۔

یاسمین پروفیسر میرزا محمد سعید صاحب ایم۔ اے مصنف خواب ہستی کی وہ لاجواب کتاب جس نے اشاعت سے پہلے ملک بہر میں دھوم مچا دی تھی تیار ہو گئی ہے یاسمین نگالہ کی حمد و ش نازین کا ہر واقعہ حُسن و عشق کی جان ہے طرزِ تحریر بیان و اوقات راز و نیاز کی باتیں غرض کہ ایک مہ جبین کی جتنی جاگتی تصویرِ تعلیم یافتہ نوجوانوں کو واسطے عبرت انگیز انجام ہے قیمت ایک روپیہ (۷۷)

اوزنگیت پر ایک نظر شمس العسکری علامہ شبلی نعمانی دنیائے نصرت ہوئے مگر مولانا کے مرحوم کی یہ بیش بہا تصنیف زندہ ہے شہنشاہ اوزنگ زبیب عالمگیری کی مفصل سوانح عمری مترجمین کا دندان شکن جواب بادشاہ کا عجوز انکسار روزانہ زندگی اور حسن انتظام تاریخی واقعات اور مولانا کا طرزِ بیان شمع کی باتیں پروانہ کی زبان سے قیمت آٹھ آنہ (۸۷) علاوہ محصول

منیہ عصمت و تمدن یسوی دہلی

مشہور واستہدائیں کے برہنہ وار کافوری جبری ۱۹۱۵ء

۱۵۰ کی کافوری جبری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے پکے کاغذ پر چھپی ہے اور بلا قیمت محصول
ڈاک قدر دونوں کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اگر آپ لکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پوس متفرق پچ
کے شریف بکے ڈپے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے۔ جبری ہوا سی ڈاک آپ کی خدمت
میں روانہ کر دیا جائے گی۔

تندرستی کی گفتگو

اپنی صحت کو درست رکھنے کے لیے امیر سے غریب تک فکر میں رہتے ہیں اور اپنی من مانی جگہوں
سوچتی ہے ویسا ہی کرتے ہیں۔ دو تہندگی۔ دفعہ یہ سہ۔ وغیرہ کہاتے ہیں اور قیمتی دوا کی تلاش
کرتے ہیں۔ غریب کم خرچ۔ جڑی بوٹی۔ اور چٹکے کہو میں رہتے ہیں۔ اس جاڑے کے موسم
میں طے مقررات کا کھانا بھی نہایت مفید ہوتا ہے کیونکہ اس موسم میں ہر چیز مریض کو نفع
ہوتی ہے اس فکر اور وقت کو دور کر کے نہایت ہی آسان ترکیب جس میں نہ تو زیادہ پریشانی ہوتی ہو اور
نہ اس قدر باقیات جتنی سرچ ہو وہ ڈاکٹر ایس کے برہن کی مقوی کی گویاں ہیں۔ آپ اپنی آزمائش
کر کے دیکھئے۔ یہ بھوک کو بڑھاتی ہیں اور خون کو نیا پیدا کرتی ہیں۔ جوانی کی بے اعتدالیوں
کیوجہ جو خرابی ہو۔ اور جوانی میں بڑھاپے کی حالت ہو۔ سب شکایتیں دور کر کے نیا خون
اور نیا جوش پیدا کرتی ہیں اگر آپ آزمائش کرنا چاہیں تو ایک لفافے کے
اندروں پر سے کاغذ اور دس شریف بکے ڈپے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیج دیجئے۔
فمنی مفت۔ ہندو یہ ڈاک کے پیسہ یا جائیگ قیمت۔ ہر گویوں کی پیشی ایک روپیہ محصول ڈاک

ڈاکٹر ایس کے برہنہ وار جدید اسٹریٹ کلکتہ

